اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ
القران الحکیم ۲:۲۵۸

صلح۔تبلیغ ۔ امان ۱۴۰۵ ہش
جنوری۔فروری ۔ مارچ ۲۰۲۶ء

النّور

Al-Nur, USA

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ
اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(سورۃ البقرۃ 2: 149)

اور ہر ایک کے لئے ایک مطمحِ نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں
ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔
یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

AHMADIYYA
MUSLIM COMMUNITY
United States of America

*Muslims who believe in the Messiah
Mirza Ghulam Ahmad[as] of Qadian*

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

درثمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

البقرہ ۲۵۸

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

النور

Al-Nur

ریاستہائے متحدہ امریکہ

جلد48 | صلح۔ تبلیغ۔ امان 1404 ہش — جنوری، فروری، مارچ 2026ء — رجب۔ شعبان۔ رمضان 1447 ہجری | شمارہ 1 تا 3

اس شمارے میں

نیکیوں میں مسابقت 2

جہاد اور خدا تعالیٰ کی راہ میں تکالیف اور مصائب برداشت کرنا 3

خدا تعالیٰ کے نزدیک قدر منزلت اسی شخص کی ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہو 4

قصیدہ 5

جمع قرآن و تدوینِ قرآن 6

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے زمانے میں احمدیت قبول کرنے والے امریکی احباب 15

ہمارا حجِ بیت اللہ 20

مَشۡیُٔ عَلَی الۡاَرۡضِ۔ زمین پر چلنے کے آداب 29

مہاجرین کے مسائل اور ان کا حل 33

اسلام احمدیت کی طرف میرا سفر 35

کیا آپ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی سب کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے؟ 41

جماعتہائے امریکہ کا کیلنڈر 2026ء 42

محفوظ قلعہ میں داخل ہونے کے لیے دعاؤں کی خصوصی تحریک 47

ادارتی بورڈ

نگران: ڈاکٹر مرزا مغفور احمد، امیر جماعت احمدیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مشیرِ اعلیٰ: اظہر حنیف، مبلغ انچارج، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مینجمنٹ بورڈ: انور خان (صدر)، سیّد ساجد احمد، محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر، سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تعلیم القرآن، سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری رشتہ ناتا

مدیرِ اعلیٰ: امۃ الباری ناصر

مدیر: حسنیٰ مقبول احمد

ادارتی معاونین: ڈاکٹر محمود احمد ناگی، طاہرہ زرتشت، زاہدہ ظہیر ساجد

سرورق: لطیف احمد

لکھنے کا پتہ:

Al-Nur@ahmadiyya.us

Editor Al-Nur, 15000 Good Hope Road

Silver Spring, MD 20905

نیکیوں میں مسابقت

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ
اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (سورۃ البقرہ:149)

اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ:

اور ہر ایک کے لیے ایک مطمح نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

”سابق بالخیرات بنناچاہیے ایک ہی مقام پر ٹھہر جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ دیکھو ٹھہرا ہؤا پانی آخر گندا ہو جاتا ہے۔ کیچڑ کی صحبت کی وجہ سے بدبودار اور بدمزہ ہو جاتا ہے۔ چلتا پانی ہمیشہ عمدہ، ستھرا اور مزیدار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہو۔ مگر کیچڑ اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتا۔ یہی حال انسان کا ہے کہ ایک ہی مقام پر ٹھہر نہیں جانا چاہیے۔ یہ حالت خطرناک ہے۔ ہر وقت قدم آگے ہی رکھنا چاہیے۔ نیکی میں ترقی کرنی چاہیے۔ ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا۔ اور اس طرح سے انسان بے نور ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ آخرکار بعض اوقات ارتداد (دین سے پھر جانا) ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے انسان دل کا اندھا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نصرت انہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔“(ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 456)

تفسیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ:

انسان کی ایک روح ہوتی ہے روح کا تو آگا پیچھا دایاں بایاں کچھ نظر نہیں آسکتا۔ پس جو عبادت رُوح سے متعلق ہے اس کے ساتھ جہات کو کوئی تعلق نہیں مگر جسم میں چونکہ جہات ہیں اس لیے اس کے لیے عبادت میں بھی ایک جہت کی ضرورت تھی۔ توجہ الی القبلہ سے یہی مقصود ہے کہ مسلمان اپنی عبادت میں خدا تعالیٰ کے فرمان کی پابندی کر کے پورے موحّد اور فرمانبردار ہونے کا ثبوت دیتا ہے کہ میری اپنی کوئی خواہش نہیں (حتّٰی کہ تیرے حضور کھڑا ہونے میں بھی) پھر یہ کہ مسلمان اس لیے اس طرف مُنہ کرتے ہیں کہ حکم مکّہ سے صادر ہؤا۔ اس لیے اسی طرف توجہ کرتے ہیں۔(حقائق الفرقان، تفسیر سورۃ البقرہ، صفحہ 389)

جہاد اور خدا تعالیٰ کی راہ میں تکالیف اور مصائب برداشت کرنا

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَاهُمْ حَتّٰى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ۔

(ابوداود، کتاب الجہاد، باب فی دوام الجہاد، 2484)

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑتا رہے گا جو ان کی مخالفت رکھے گا وہ ان پر غالب آئیں گے یہاں تک کہ ان کے آخری مسیح الدجّال سے لڑیں گے۔

(ترجمہ از حدیقۃ الصالحین، صفحہ 284، حدیث نمبر 306)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ اَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ۔

(ترمذی کتاب الدیات باب ما جاء فيمن قل دون ماله فهو شهيد، 1421)

حضرت سعید بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے، جو اپنے دین و مذہب کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ جو اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔

(ترجمہ از حدیقۃ الصالحین، حدیث 338، صفحہ 313، مرتبہ حضرت ملک سیف الرحمٰن، اشاعت 2019ء، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ)

خداتعالیٰ کے نزدیک قدر منزلت اسی شخص کی ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہو

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اے لوگو خدا سے ڈرو اور ان لوگوں کی طرح ہو جاؤ جو خدا کو اپنے نفسوں پر مقدم کر لیتے ہیں اور یقیناً جانو کہ خدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش کی جگہیں ہیں اور خدا دیکھتا ہے کہ تم اس سے پیار کرتے ہو یا دوسری چیزوں سے اور وہ وقت آتا ہے کہ تم ان لذتوں سے دُور کر دیے جاؤ گے اور یہ مجلسیں باقی نہیں رہیں گی اور نہ ان کے دیکھنے والے پھر تم خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر کیے جاؤ گے اور تم سے تمہارے اعمال کا سوال ہو گا اور یہ کہ تم نے اس کی راہ میں کیا کیا کوششیں کیں پس اٹھو اے لوگو اٹھو وقت جاتا ہے جلد اٹھو اور آرام پسندوں کے ساتھ مت بیٹھو...اے مسلمانو خدا کی طرف بھاگو اور ان فتنوں سے جو تمہارے آگے پیچھے اور تم میں موجیں مار رہے ہیں اور اٹھ رہے ہیں اور وہ عمل کرو جس سے خدا راضی ہو جاوے تا تمہیں خدا تعالیٰ کے نزدیک درجہ ملے اور چاہیے کہ تمہیں اپنے دین پر کچھ شفقت پیدا ہو کیونکہ وہ ضعیف ہو گیا اور اس کی کنپٹیوں میں بڑھاپے کے آثار پیدا ہو گئے ہیں اور یہ بڑھاپا غیر طبعی ہے جو حوادث نزلہ کے سبب سے اور تکالیف متواترہ کے باعث سے ظاہر ہو گیا ہے اور چاہیے کہ ہر ایک شخص اپنے عملوں کو دیکھے اور اپنے دل کے خیالات کو ٹٹولے اور اپنی اس بضاعت کو تولے جو آخرت کے لیے تیار کی ہے اور اپنے اس روپیہ کو کھرا کرے جو اس سفر کے لیے تیار کیا ہے کیا وہ پورے وزن کا اور کھرا ہے یا کھوٹا اور کم وزن کا ہے اور چاہیے کہ اپنے نفس کو دھوکا نہ دیوے اور اس کو خطرہ میں نہ ڈالے اور چاہیے کہ وقت سے پہلے تدارک کرے اور غافلوں کی طرح مت بیٹھا رہے۔ اے لوگو اپنے نفسوں کو صاف کرو اور اپنے سینوں کو پاک بناؤ اور تمہیں دنیا کا مردار اور اس کی چربی بے ہودہ خوش نہ کرے اور اس کے کتے تمہیں اس گوشت کی طرف نہ کھینچیں اور بجز پاک مسلمان ہونے کی حالت کے مت مرو اور خلقت کی لعنت سے مت ڈرو کیونکہ وہ سہل اور آسان ہے اور اس خدا کی لعنت سے ڈرو جس کی لعنت مونہوں کو کالا کر دیتی ہے اور نیچے گرنے والوں کے گڑھوں میں ڈالتی ہے ہماری یہ نصیحت ہے سو اس نصیحت کو یاد رکھو اور گواہ رہو کہ ہم نے نصیحت کو پہنچا دیا اور خدا سب گواہوں سے بہتر ہے اور آخری دعوت ہماری یہی ہے کہ تمام تعریفیں خدا کو ہیں جو تمام عالموں کا ربّ ہے۔

(روحانی خزائن جلد 8، نور الحق الحصۃ الاولیٰ، صفحات 28-31)

قصیدہ

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قَامُوْا بِاِقْدَامِ الرَّسُوْلِ بِغَزْوِهِمْ
كَالْعَاشِقِ الْمَشْغُوْفِ فِي الْمَيْدَانِ

وہ رسول کریمؐ کے حکم "آگے بڑھو" پر میدانِ جنگ میں ایک عاشقِ صادق کی طرح ڈٹ گئے۔

فَدَمُ الرِّجَالِ لِصِدْقِهِمْ فِيْ حُبِّهِمْ
تَحْتَ السُّيُوْفِ اُرِيْقَ كَالْقُرْبَانِ

سواُن جوانمردوں کے خون اُن کی خلوصِ محبت کے باعث تلواروں کے نیچے قربانیوں کی طرح بہائے گئے۔

جَاءُوْكَ مَنْهُوْبِيْنَ كَالْعُرْيَانِ
فَسَتَرْتَهُمْ بِمَلَاحِفِ الْاِيْمَانِ

وہ تیرے پاس لُٹے پِٹے مانندِ برہنہ آئے۔ پس تُونے انہیں ایمان کی چادریں اوڑھا دیں۔

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا كَرَوْثٍ ذِلَّةً
فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيْكَةِ الْعِقْيَانِ

تُونے انہیں گوبر کی طرح ذلیل قوم پایا۔ پھر تُونے انہیں خالص سونے کی ڈلی کی مانند بنا دیا۔

حَتّٰى انْثَنٰى بَرٌّ كَمِثْلِ حَدِيْقَةٍ
عَذْبِ الْمَوَارِدِ مُثْمِرِ الْاَغْصَانِ

یہاں تک کہ عرب کا خشک ملک اُس باغ کی مانند ہو گیا جس کے چشمے خوشگوار و شیریں اور جس کے درختوں کی ڈالیاں پھلوں سے لدی ہوں۔

(شرح القصیدہ صفحات 11-12)

جمع قرآن و تدوینِ قرآن

زاہدہ رحمٰن

قرآن لفظ قرأ سے نکلا ہے جس کا لفظی مطلب کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ جو پہلی آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی وہ بھی اِقۡرَاۡ ہی ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو جواب دیا مَا اَنَا بِقَارِءٍ کہ مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ فرشتے نے پھر کہا اِقۡرَاۡ یعنی پڑھ اور آپؐ نے پھر یہی جواب دیا مَا اَنَا بِقَارِءٍ اس پر جبرائیل علیہ السلام نے آپؐ کو بغلگیر ہو کر بھینچا اور سورۃ العلق کی مندرجہ ذیل آیات تلاوت کیں:

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ﴿﴾ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ۙ﴿﴾ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ﴿﴾ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ﴿﴾ (سورۃ العلق: 2 تا 6)

ترجمہ: پڑھ اپنے ربّ کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ اُس نے انسان کو ایک چمٹ جانے والے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ، اور تیرا ربّ سب سے زیادہ معزز ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

قرآنِ کریم وہ واحد کتاب ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالیٰ نے خود لیا ہے اور قیامت تک اس میں کوئی ردّ و بدل نہیں ہو گا۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی درج ذیل آیت میں وضاحت سے بیان کیا ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴿﴾ (سورۃ الحجر 15:10)

ترجمہ: یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر (قرآن مجید) اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

یہ آیت اسلام کی صداقت کا زبردست ثبوت ہے کہ یہ دعویٰ انسانی نہیں اور کوئی ذی روح اس میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں کر سکتا۔

لَا تُحَرِّکۡ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعۡجَلَ بِہٖ ﴿﴾ اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَہٗ وَ قُرۡاٰنَہٗ ﴿﴾ (سورۃ القیامہ: 17 تا 18)

ترجمہ: تُو اس کی قرأت کے وقت اپنی زبان کو اس لیے تیز حرکت نہ دے کہ تو اسے جلد جلد یاد کرے۔ یقیناً اس کا جمع کرنا اور اس کی تلاوت ہماری ذمہ داری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”قران شریف بہر حال مقدم ہے بھلا قرآن کو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جمع کیا لکھوایا اور پھر نمازوں میں بار بار پڑھ کر سنایا۔ کیا اگر احادیث بھی ویسی ہی ضروری ہیں تو ان میں سے بھی کسی کو اسی طرح جمع کیا اور بار بار سنایا اور دَور کیا؟ ہر گز نہیں۔ جب نہیں کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرضِ منصبی میں کوتاہی کی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ صحیح امر یہی ہے کہ قران شریف ہی آپ لائے تھے اور اسی کے جمع کرنے کا آپ کو حکم تھا سو آپ نے کر دیا۔ اب احادیث میں سے وہ قابل عمل اور اعتقاد ہے جس پر قرآن شریف کی مہر ہو کہ وہ اس کے خلاف نہیں۔“

(ملفوظات، جلد5، ایڈیشن1984ء، صفحات 287-288)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اسے ایسے عشاق عطا کئے جو اس کے ایک ایک لفظ کو حفظ کرتے اور رات دن خود پڑھتے اور دوسروں کو سناتے تھے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے کسی نہ کسی حصے کا نمازوں میں پڑھنا فرض مقرر کر دیا اور شرط لگا دی کہ کتاب میں سے دیکھ کر نہیں بلکہ یاد سے پڑھا جائے اگر کوئی کہے کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات سوجھ گئی تھی تو ہم کہتے ہیں کہ یہی بات زرتشت، موسیٰ اور وید والوں کو کیوں نہ سوجھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سوجھانے والا کوئی اور ہے۔

(تفسیر کبیر جلد5، تفسیر آیت10، سورۃ الحجر: صفحہ 218)

یہ بھی یاد رہے کہ ایسے آدمیوں کا میسر آنا جو اسے حفظ کرتے اور نمازوں میں پڑھتے تھے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت میں نہ تھا ان کا مہیا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار سے باہر تھا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (سورۃ الحجر: 10) ایسے لوگ ہم پیدا کرتے رہیں گے جو اسے حفظ کرتے رہیں گے۔ (تفسیر کبیر جلد5، تفسیر آیت10، سورۃ الحجر، صفحہ 219)

آپؐ اس بات کا خاص التزام فرماتے کہ جو نہی وحیٔ قرآن نازل ہوتی تو خود اچھی طرح حفظ کر لیتے اور کثرت سے ان آیات کی تلاوت فرماتے کہ احسن طریق کے

ساتھ ازبر یاد ہو جاتیں۔ مزید یہ کہ مسلمانوں کو بھی نازل شدہ وحی اچھی طرح حفظ کروا دیتے اور بالخصوص حفظ شدہ حصے کو سننے کا خاص التزام فرماتے تاکہ غلطی کی گنجائش باقی نہ رہے۔ قرآن کریم کو محفوظ رکھنے کی اہمیت کے پیشِ نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے حفظ کے ساتھ ساتھ اس زمانہ میں موجود پڑھنے اور لکھنے والے صحابہؓ سے کتابت کا کام وحیٔ قرآن کے نازل ہوتے ہی شروع کروا دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی آیات صحابہ کرام کو لکھواتے اور بعد میں جائزہ بھی لیتے کہ لکھاوٹ میں کوئی کمی یا بیشی تو نہیں رہ گئی۔ قرآن کریم کو لکھنے والے صحابہ کرامؓ کو کاتبینِ وحی کہتے ہیں جن کی تعداد قریباً چالیس تھی بعض کے نزدیک اکسٹھ اور بعض کے نزدیک بیس تھی زیادہ تر چالیس پر متفق ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"دوات رکھو اور قلم کے کٹ کو درست بناؤ اور باء کو سیدھا (کھڑا) لکھو اور سین کے دندانوں کو واضح کرو اور میم کو اندھا نہ لکھو (یعنی اس کی آنکھ بنا کر لکھو) لفظ اللہ کو خوبصورت بناؤ اور الرحمٰن کو کھینچ کر لکھو اور لفظ رحیم کو عمدہ طور سے لکھو اور اپنا قلم اپنے بائیں کان پر اٹکا لو یہ امر تمہیں (کتابت کی) ذمہ داری یاد دلاتا رہے گا۔"

(محاسن متن قرآن صفحات 72-73 از حافظ برہان محمد خان)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کاتبوں کو قرآن کریم لکھواتے تھے ان میں سے مندرجہ ذیل پندرہ نام تاریخ سے ثابت ہیں۔ زید بن ثابتؓ، اُبَیّ بن کعبؓ، عبداللہ بن سعد بن ابی سَرحؓ، زبیر بن العوامؓ، خالد بن سعید بن العاصؓ، ابان بن سعید العاصؓ، حنظلہ بن الرَّبِیْعَ الاَسَدِیؓ، مُعَیقیب بن اَبِی فاطمہؓ، عبداللہ بن اَرقم الزہریؓ، شُرَحْبِیْل بن حَسَنَہؓ، عبداللہ بن رَوَاحہؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل ہوتا تو آپؐ ان لوگوں میں سے کسی کو بلا کر وحی لکھوا دیتے تھے۔"

(انوار العلوم جلد 20، دیباچہ تفسیر القرآن، صفحات 425-426)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر قرآن کو جمع کرنے کا کام اپنی زندگی میں ہی شروع کر دیا تھا۔

جمع قرآن کے دو طریقے ہیں:

حفظ قرآن

لکھنے کی صورت یعنی کتابت (الگ الگ ٹکڑوں کی صورت میں)

حضرت ابو عبیدہؓ کی روایت ہے کہ:

مہاجر صحابہؓ میں سے مندرجہ ذیل کا حفظ ثابت ہے۔ ابو بکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ سعدؓ۔ ابن مسعودؓ۔ حذیفہؓ۔ سالمؓ۔ ابوہریرہؓ۔ عبداللہ بن صائبؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ اور عورتوں میں سے عائشہؓ۔ حضرت حفصہؓ اور حضرت ام سلمیٰؓ۔ ان میں سے اکثر نے تو رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی قرآن شریف حفظ کر لیا تھا اور بعض نے آپ کی وفات کے بعد حفظ کیا۔ اور ابن ابی داؤد کتاب الشریعت میں لکھتے ہیں کہ مہاجرین میں سے تمیم بن اوس الداریؓ اور عقبہ بن عامرؓ کا حافظ ہونا بھی ثابت ہے۔ اسی طرح بعض مصنفوں نے ثابت کیا ہے کہ مہاجرین میں عمرو بن العاصؓ اور موسیٰ اشعریؓ بھی حافظِ قرآن تھے۔ (ازواج النبیؐ) بھی قرآن کی حافظات تھیں۔ انصار میں سے جو مشہور حفاظ تھے ان کے نام یہ ہیں:

عبادہ بن صامتؓ، معاذؓ، مُجَمِّع بن حارِثہؓ، فضالہ بن عُبَیدؓ، مسلمہ بن مخلدؓ، ابو درداءؓ، ابو زیدؓ، زید بن ثابتؓ، اُبَی بن کعبؓ، سعد بن عُبادہؓ، ام وَرَقہؓ۔

(انوار العلوم جلد 20، دیباچہ تفسیر القرآن، صفحہ 430)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

"انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ مسلمان جس پاک اور کامل کتاب پر ایمان لائے ہیں کس قدر اس مقدس کتاب کو انہوں نے اپنے ضبط میں کر لیا ہے عموماً تمام مسلمان ایک حصہ کثیر قرآن شریف کا حفظ رکھتے ہیں جس کو پنج وقت مساجد میں نماز کی حالت میں پڑھتے ہیں ابھی بچہ پانچ یا چھ برس کا ہوا جو قرآن شریف اس کے آگے رکھا گیا لاکھوں آدمی ایسے پاؤ گے جن کو سارا قرآن شریف اوّل سے آخر تک حفظ ہے اگر ایک حرف بھی کسی جگہ سے پوچھو تو اگلی پچھلی عبارتیں سب پڑھ کر سنا دیں اور مردوں پر کیا موقوف ہے ہزاروں عورتیں سارا قرآن شریف حفظ رکھتی ہیں۔ کسی شہر میں جا کر مساجد، مدارس اسلامیہ میں دیکھو صدہا لڑکوں اور لڑکیوں کو پاؤ گے کہ قرآن شریف آگے رکھے ہیں اور باترجمہ پڑھ رہے ہیں یا حفظ کر رہے ہیں اب سچ سچ کہو کہ اس کے مقابل وید کا کیا حال ہے اور خود ایماناً اپنے ہی کانشنس سے پوچھ کر دیکھو کہ وید کی حالت کو اس سے کیا نسبت ہے تو اس سے ہی تم سمجھ سکتے ہو کہ کس کتاب کے شامل حال نصرت الٰہی ہے اور کون سی کتاب اپنی تعلیموں میں شہرت تام پا چکی ہے یوں تو متعصبوں کا تعصب خدا ہی مٹاوے تو مٹ سکتا ہے لیکن غور کرنے والی طبیعتیں سمجھ سکتی ہیں۔" (روحانی خزائن جلد دوم شحنہ حق، صفحات 331-332)

قرآن کو جمع کرنے کے چار ادوار ہیں:

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کا دور

حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کا دَور

بعد کی تاریخ (اعراب، نقطے، وقوف اور رکوع وغیرہ

1: عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عہد نبوی میں قرآنِ کریم حفظ اور تحریر کے ذریعہ سے محفوظ تھا۔ یعنی قرآنِ کریم مکمل تحریر کردہ حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہؓ کے پاس موجود تھا مگر ٹکڑوں کی صورت میں مختلف اشیاء پر تحریر کردہ۔ بعض صحابہؓ کے پاس پورا قرآن اور بعض کے پاس چند سورتیں۔ اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال قرآنِ کریم کے نازل شدہ حصے کا باقاعدہ طور پر دَور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ پورا فرماتے تھے اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری سال دو مرتبہ قرآن کا دَور مکمل کیا۔ سیدنا زیدؓ بن ثابت کو خود نبی اکرم ﷺ نے قرآن کریم حفظ کرایا تھا۔ اس کے علاوہ نبی اکرم ﷺ نے آخری رمضان میں دو مرتبہ قرآن کی دہرائی کی تو سیدنا زیدؓ بھی موجود تھے۔

(الفتاوی الکبریٰ 7/213، 8/147)

قرآنِ کریم کے نزول کے وقت موجودہ زمانہ کی طرح کاغذ و قلم کی اقسام تو موجود نہ تھیں مگر بہت کم مقدار میں کاغذ پایا جاتا تھا زیادہ تر قرآنِ کریم مختلف چیزوں پر تحریر کر کے محفوظ کیا جاتا تھا جو کاغذ کے مقابلہ میں زیادہ پائیدار اور دراز مدت تک محفوظ رہ سکتا تھا۔

حافظ ابنِ حجر کی تحقیق کے مطابق قرآنِ کریم مندرجہ ذیل چیزوں پر تحریر ہوُا:

پتھروں کی چوڑی اور پتلی سِلوں پر جنہیں عربی زبان میں **لخاف** کہتے ہیں پر لکھا گیا۔ اونٹوں کے مونڈھوں کی چوڑی گول ہڈیاں جنہیں عربی میں (**كَتِفٌ**) کہتے ہیں ان کی تراش کے بعد ان پر بھی تحریر کی جاتی تھی نیز پسلی کی ہڈیوں پر بھی لکھنے کا پتا چلتا ہے۔ چمڑوں کے باریک پارچوں جنہیں عربی میں (**رِقَاع**) کہتے ہیں پر لکھا جاتا تھا۔

درخت کے چوڑے صاف پتے بھی کتابت میں استعمال ہوتے تھے مزید بانس کے ٹکڑوں اور کھجور کے ڈنٹھل، شاخوں کی چوڑی جڑوں اور پتوں کو کھول کر بھی تحریر کیا جاتا تھا بعض جگہ پر کاغذ پر کہیں کہیں لکھنے کا بھی پتا چلتا ہے لیکن کاغذ بہت قیمتی تھا۔ بخاری میں عبید بن السباق سے روایت ہے کہ:

اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ، فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ، قَالَ اَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اِنَّ عُمَرَ اَتَانِي فَقَالَ: اِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ، وَاِنِّي اَخْشَى اَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ، فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ، وَاِنِّي اَرَى اَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ، قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ عُمَرُ: هَذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِذَلِكَ، وَرَاَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَاَى عُمَرُ، قَالَ زَيْدٌ: قَالَ اَبُو بَكْرٍ: اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ، فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا اَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ، قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، قَالَ: هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ اَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ اَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ، وَصُدُورِ الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ اَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ غَيْرِهِ، (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ) (التوبة:128) حَتَّى خَاتِمَةِ بَرَاءَةَ، فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ اَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن) (الفضل 13/اکتوبر 2020ء)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابتؓ نے کہا کہ جنگ یمامہ کے شدید خون ریز معرکہ کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مجھے بلا بھیجا۔ جب میں پہنچا تو حضرت عمرؓ بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے مجھے فرمایا کہ عمرؓ نے میرے پاس آکر کہا ہے کہ یمامہ کے معرکہ میں کثیر قراء قرآن کے قتل کا افسوسناک وقوعہ ہوُا ہے اور مجھے (یعنی حضرت عمر کو) ڈر ہے کہ اگر قراء کی شہادت مختلف مقامات پر اسی طرح کثرت سے ہوتی رہی تو قرآن کا ایک کثیر حصہ ضائع ہو جائے گا۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ آپ (یعنی حضرت ابو بکرؓ) قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیں۔ اس پر میں نے (یعنی حضرت ابو بکرؓ) نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ جو کام آنحضرتؐ نے نہیں کیا وہ کام ہم کس طرح کر سکتے ہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم اس کام میں بھلائی ہی ہے اور پھر مجھ سے مسلسل اصرار

کرتے چلے گئے حتّٰی کہ خدا نے میرا سینہ بھی اس بارہ میں کھول دیا اور میری بھی وہی رائے ہو گئی جو عمرؓ کی ہے۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے زید کو فرمایا کہ آپ جوان اور دانا آدمی ہیں۔ آپؓ پر کسی نے کبھی الزام نہیں لگایا نیز آپ رسول اللہؐ کے کاتب وحی بھی تھے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ آپ ہی یہ کام کریں کہ مختلف چیزوں پر لکھے ہوئے حصہ ہائے قرآن کو تلاش کریں اور سارے قرآن کو ایک جگہ جمع کر دیں۔ حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! اگر مجھے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم ہوتا تو وہ مجھ پر اتنا گراں نہ ہوتا جتنا کہ قرآن کا کام مشکل تھا۔ اس پر میں نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ آپؓ وہ کام کیونکر کریں گے جو خود رسول اللہؐ نے نہیں کیا تھا؟ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے مجھ سے مسلسل اتنا اصرار کیا کہ آخر خدا نے مجھے بھی اس معاملہ میں شرح صدر عطا فرمایا جس بارہ میں حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو شرح صدر عنایت فرمایا تھا۔ تب میں نے مختلف جگہوں اور چیزوں سے قرآن کی آیات جمع کیں جو کھجور کی ٹہنی کی ڈنٹھل اور پتھر کی باریک سلوں اور لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھیں۔ چنانچہ یہ صحیفہ حضرت ابو بکرؓ کی وفات تک آپؓ کے پاس محفوظ رہا، اور پھر حضرت عمرؓ کے پاس ان کی حیات میں رہا۔ بعدہ حضرت ام المومنین حفصہ بنت عمرؓ کے پاس رہا۔

قرآنِ کریم کو دو طریقوں سے مرتب کیا گیا۔

نزولی ترتیب

نزولی ترتیب وہ ترتیب ہے جس میں قرآنِ کریم نازل ہوُا یعنی جونہی وحی قرآن نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی ان آیات کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو لکھوا دیتے۔ قرآنی آیات کا یہ نزول بعض اوقات چند آیات پر مشتمل ہوتا اور بعض اوقات پوری پوری سورت ایک ہی بار نازل ہو جاتی اسی طرح نزولِ وحی آغاز میں کم مقدار (چند آیات) میں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی مقدار میں تیزی آتی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت کاتبین کے ذریعہ سے ان آیات کو لکھوا دیتے نیز حروف کی شکل و صورت کا بھی خاص خیال رکھا جاتا جیسا کہ مر کی شکل کیسی ہو گی یعنی اس میں خالی جگہ ہو گی یا نہیں اسی طرح ہ کی شکل ہ یاہ ہو گی وغیرہ وغیرہ۔ نزولِ قرآن کریم 22 سال 5 ماہ 14 دن میں مکمل ہوُا۔

توقیفی ترتیب

قرآنِ کریم کی موجودہ ترتیب توقیفی ہے جس سے مراد یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے پورا قرآن ترتیب کے ساتھ لکھوایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت کاتبین کو فرما دیتے کہ فلاں مقام پر فلاں آیت تحریر کر دیجیے۔ یعنی توقیفی ترتیب ساتھ ساتھ مرتب کر دی گئی۔ موجودہ قرآن کریم اسی ترتیب سے لکھا اور پڑھا جاتا ہے اور یہی ترتیب قیامت تک جاری و ساری ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امرِ الٰہی سے خود آیات اور سورتوں کی ترتیب فرمائی تھی اس بات کا ثبوت درج ذیل حدیث سے ملتا ہے۔

فكان اذا نَزَلَ عليه الشئُ دَعَا بَعْضَ مَنْ كان يَكْتُبُ فيقولُ: ضعوا هٰذا في السُّورة التي يذكر فيها كذا و كذا۔

(تدوین قرآن، صفحہ 27)

(ترجمہ:) ”چنانچہ رسول اللہ ﷺ پر جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی، تو (بلا تاخیر) جو لکھنا جانتے تھے، ان میں سے کسی کو بلاتے اور ارشاد فرماتے کہ اس آیت کو اس سورت میں لکھو جس میں فلاں فلاں آیتیں ہیں۔“

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توقیفی ترتیب سے قرآنِ کریم لکھی ہوئی شکل میں اپنے عہد میں مکمل کروا دیا تھا جو کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ مختلف صحابہؓ کے پاس بھی مکمل مصدقہ صورت میں موجود تھا یہ توقیفی ترتیب ایک کتابی شکل یعنی جلد کی صورت میں تو موجود نہ تھا بلکہ مختلف صورتوں یعنی پتھر، چمڑے اور صحیفوں وغیرہ پر تحریر کردہ تھا۔

اس کی مثال کچھ ایسے بیان ہے:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے قبل کی روایت ہے کہ ان کی بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے وہ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے قرآن پڑھ رہے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت غضب ناک حالت میں ان کے پاس پہنچے تو ان کے سامنے ایک صحیفہ تھا جس کو انہوں نے چھپا دیا تھا۔ اس میں سورۃ طٰہٰ کی آیات لکھی ہوئی تھیں۔ (سنن دار قطنی)

اس حدیث سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں صحیفوں کی صورت میں بھی قرآنِ کریم تحریر کیا جاتا تھا۔

سورتوں کی ترتیب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورتوں اور آیات کی ترتیب کا تعین اپنی زندگی میں ہی تشکیل دے دیا تھا جیسا کہ اس حدیث شریف میں ہے کہ

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ کہف کی پہلی دس اور اس کی آخری دس آیات دجال کے اثر سے محفوظ رہنے کے لیے تلاوت کرنے کی ہدایت فرمائی۔“

(ابی داؤد 36:13)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورتوں کی یہ ترتیب بھی خود اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرمائی جس کا واضح ثبوت درج ذیل حدیث سے لگایا جاسکتا ہے۔

"روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ منازل قرآن نبی کریم ﷺ کے زمانہ سے ہی اس طرح مقرر ہیں، چنانچہ مسندِ احمد میں روایت منقول ہے، حضرت اوسؓ فرماتے ہیں کہ میں اس وفد میں شامل تھا جن کا تعلق بنومالک کے قبیلہ ثقیف سے تھا، جو مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ ٹھہرایا... ایک رات آپ ﷺ سابقہ معمول سے ذرا تاخیر سے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، آپ آج تاخیر سے تشریف لائے فرمایا: میرا تلاوت قرآن کا "حزب" رہ گیا تھا میں نے پورا ہونے سے قبل نکلنا پسند نہ کیا، حضرت اوسؓ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو ہم نے نبی ﷺ کے صحابہؓ سے پوچھا کہ آپ قرآن کی تلاوت کے لئے کیسے حصے کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا: کہ تین سورتیں (فاتحہ کے بعد بقرہ اور آل عمران اور نساء) اور پانچ سورتیں (سورت مائدہ سے براءۃ کے آخر تک) اور سات (سورتیں یونس سے نحل تک) اور نو سورتیں (بنی اسرائیل سے فرقان تک) اور گیارہ سورتیں (شعراء سے یسین تک) اور تیرہ سورتیں (والصافات سے حجرات تک) اور آخری حزب مفصل، یعنی سورت ق سے آخر تک۔"

(مسند إمام أحمد، مسند المدنيين، حديث أوس بن أبي أوس الثقفي وهو أوس بن حذيفة، رقم الحديث: 16166، ج: 26، صفحہ 89)

یہ سات منازل کی ترتیب قرآنِ کریم میں آج تک اسی طرح قائم ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سورتیں اور آیات کی ترتیب کے ساتھ ساتھ منازل کی ترتیب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود احکامِ الٰہی کے تحت مرتب فرمادی تھی۔

نیز یہ کہ "اس وقت تک قران کریم خطِ کوفی میں لکھا جاتا تھا جس میں حروف پر نقطے نہیں ہوتے تھے مگر، د اور ذ اور ر اور ز اور س اور ش کی طرز کتابت میں فرق تھا جس کو عرب بخوبی پہچانتے تھے اور پڑھنے والے بالکل صحیح پڑھتے تھے نیز کثرت تلاوت کے شوق اور حفاظ کی کثرت کی وجہ سے غلطی کا راہ پاجانا غیر ممکن تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تینوں مبارک ہستیوں کے عہد میں قرآن مجید ایک ہی رسم الخط میں لکھا گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کے نسخے جو محفوظ ہیں وہ خط کوفی میں ہیں اور ان میں حروف کے نقطات نہیں ہیں۔"

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد سوم، صفحات 281-282، شمارہ اپریل 1970ء شمارہ نمبر 4) (الذکر المحفوظ، صفحہ 101)

احزاب یا منازل

صحابہ کرامؓ نے ہفتہ میں ایک بار قرآن پاک مکمل کرنے کے لیے روزمرہ تلاوت کی ایک مقدار مقرر کی تھی جسے حزب یا منزل کہا جاتا تھا۔ مزید یہ کہ قرآن کریم کے سیپاروں کی تقسیم بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تشکیل دی۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے:

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ قرآن کریم کا ایک دَور ایک ماہ میں مکمل کیا کرو اس پر میں نے عرض کی کہ میں تو اپنے اندر اس سے بھی جلد دَور مکمل کرنے کی ہمت پاتا ہوں اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ میں ایک دَور مکمل کیا کرو اس سے کم وقت میں نہیں۔"

(بخاری کتاب فضائل القرآن، کتاب الذکر المحفوظ، صفحہ 195)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی سینکڑوں صحابہ قرآنِ کریم کے حفاظ تھے یہ اسی وجہ سے ممکن تھا کہ آیات اور سورتوں کو ترتیب دیا جاچکا تھا۔ اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار ماہر اتالیقِ قرآن مقرر فرمارکھے تھے جو دوسروں کو قرآن سکھاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اساتذہ (جو لوگوں کو قرآنِ مجید سکھاتے تھے) کی کارکردگی کے جائزے بھی لیا کرتے تھے تاکہ تلاوت کرنے والوں میں کسی قسم کی غلطی کی گنجائش باقی نہ رہے۔

حافظ ابویعلیٰ نے لکھا ہے کہ "ایک مرتبہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ ابوموسیٰ اپنے گھر میں لوگوں کو قرآن سکھاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ابوموسیٰ کے گھر کے ایسے حصہ میں لے جاؤ جہاں سے میں تو ان کو پڑھاتا ہوا سن سکوں مگر ان کو میری موجودگی کا پتہ نہ لگے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور معائنہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ابوموسیٰ لحن داؤدی کی طرح خوبصورت انداز میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔"

(مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ)

اس حدیث سے قرآن کریم کو حسن تلفظ کے ساتھ محفوظ رکھنے کی کوششوں کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ممکن طریق سے پڑھنے اور پڑھانے کے طریقوں کے بھی جائزے فرماتے تھے۔ مزید یہ کہ نہ

صرف قرآن کریم کو حفاظ کے سینوں میں محفوظ کیا بلکہ تحریری شکل میں بھی محفوظ کر لیا گیا تھا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کا دَور

آنحضرت ﷺ کی وفات پر ابھی چھ مہینے ہی گزرے تھے جب مسیلمہ کے ساتھ جنگ میں پانچ سو حفاظ کی شہادت کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فکر دامن گیر ہؤا کہ اگر جنگوں میں اسی طرح حفاظ کی زندگیوں سے ہاتھ دھونا پڑا تو آگے جا کر قرآن کی حفاظت مشکل ہو سکتی ہے۔ آپ نے خلیفۂ وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کرتے ہوئے مشورہ دیا کہ وقت آگیا ہے کہ لکھا ہؤا مکمل قرآن ایک جلد میں اکٹھا کیا جائے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مشورہ کو پسند فرمایا اور حضرت زید بن ثابتؓ کو جنہیں آنحضرت ﷺ نے دیگر صحابہ کے اپنی زندگی میں وحیٔ قرآن کی کتابت کا کام دیا ہؤا تھا اس کام پر مقرر فرمایا کہ وہ قرآن کے تمام لکھے ہوئے حصوں کو اکٹھا کر کے ایک جلد میں لکھے جانے کا انتظام کریں۔ (بخاری)

تدوینِ قرآن: تدوین سے مراد قرآن کو کتابی صورت میں ترتیب دینا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآنِ مجید مکمل طور پر مختلف اشیاء پر ٹکڑوں کی صورت میں تحریر کردہ موجود تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے قرآنِ مجید کو ایک ہی تقطیع اور سائز پر لکھوا کر ایک ہی جلد میں مرتب کروایا یعنی سارے ٹکڑوں کو جمع کر کے ایک کتابی شکل میں مدوّن فرما دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس اہم کام کی ذمہ داری حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سونپی۔ علامہ زرکشی فرماتے ہیں:

”عہدِ رسالت میں قرآن کو ایک مصحف میں اس لیے نہ لکھا گیا تا کہ اس کو بار بار تبدیل کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ اس لیے قرآن کی یکجا کتابت کو اس وقت تک ملتوی رکھا گیا جب تک کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے نزول قرآن کی تکمیل کا یقین نہ ہو گیا۔“

(البرہان فی علوم القرآن جزاول، صفحہ 262)(الذکر المحفوظ، صفحہ 80)

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے جب قرآنِ مجید کے اجماعی نسخہ کی کتابت کا وقت آیا تو اس وقت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پابند کیا گیا کہ: جو کوئی بھی لکھی ہوئی آیت لے کر آئے اس سے دو گواہوں کی گواہی اس بات پر لیجیے کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھی گئی ہے۔ چنانچہ اس پر عمل ہؤا۔ (الاتقان فی علوم القرآن 1/ 77)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن اس طرح ایک جلد میں نہ تھا جس طرح اب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خیال پیدا ہؤا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ قرآن محفوظ نہیں۔ اس لیے انہوں نے اس بارہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو الفاظ کہے وہ یہ تھے کہ اِنِّیۡ اَرٰی اَنۡ تَاۡمُرَ جَمۡعَ الۡقُرۡاٰنِ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ قرآن کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کرنے کا حکم دیں یہ نہیں کہا کہ آپ اس کی کتابت کرا لیں پھر حضرت ابو بکرؓ نے زیدؓ کو بلا کر کہا کہ قرآن جمع کرو چنانچہ فرمایا اَجۡمَعۡهُ اسے ایک جگہ جمع کر دو یہ نہیں کہا کہ اسے لکھ لو۔ غرض الفاظ خود بتا رہے ہیں کہ اس وقت قرآن کے اوراق کو ایک جلد میں اکٹھا کرنے کا سوال تھا لکھنے کا سوال نہ تھا۔

(فضائل القرآن از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ، صفحات 25 تا 26)

”ایک اور روایت ہے جس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں...نیز آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی تھے اس لیے میرا خیال ہے کہ آپ ہی یہ کام کریں کہ مختلف چیزوں پر لکھے ہوئے حصہ ہائے قرآن کو تلاش کریں اور سارے قرآن کو ایک جگہ جمع کر دیں اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے مسلسل اتنا اصرار کیا کہ آخر خدا نے مجھے بھی اس معاملہ میں شرح صدر عطا فرمایا جس بارہ میں حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شرح صدر عطا فرمایا تھا تب میں نے مختلف جگہوں اور چیزوں سے قرآن کی روایات جمع کیں جو کھجور کی ٹہنی کی ڈنٹھل اور پتھر کی باریک سلوں اور لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھیں۔“

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب جمع القران)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی مدد کے لیے بعض دوسرے موزوں صحابہ بھی مقرر فرمائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدایت فرمائی کہ پورے قرآن کے تمام ایسے مختلف لکھے ہوئے حصوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور آپ کی زیرِ ہدایت لکھے گئے تھے لوگوں سے اکٹھے کیے جائیں اور پھر ہر لکھے ہوئے حصہ کی صحت کی تصدیق کے لیے کم از کم دو حفاظِ قرآن بھی گواہی دیں تب اس حصہ کو جلد میں شامل کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(فتح الباری، جلد 9، صفحہ 10)

قرآن کریم کو جمع کرنے میں درج ذیل باتوں کو مدنظر رکھا گیا:

1۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی یاد داشت سے اس کی تصدیق فرماتے تھے۔ مزید یہ کہ صرف حفظ پر انحصار نہیں کیا جب تک کہ تحریر کردہ حصہ کو نہ دیکھ

لیا جاتا۔

2۔حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں حضرات کو حکم دیا تھا کہ: "آپ دونوں حضرات مسجدِ نبوی کے دروازے پر بیٹھ جائیں، پھر جو کوئی آپ دونوں کے پاس کتاب اللہ کی کوئی آیت دو گواہوں کے ساتھ لے کر آئے، اس کو آپ دونوں لکھ لیجیے!

(فتح الباری 9/17، الاتقان 1/77)

3۔ لکھنے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ کے پاس موجود لکھے ہوئے مجموعوں سے ملایا جائے تاکہ یہ مجموعہ متفقہ طور پر قابلِ اعتماد ہو جائے۔

(البرہان فی علوم القرآن للزرکشی 1/238)

قرآن کریم کی اس جمع شدہ جلد پر اس وقت کے تمام صحابہ حفاظ جو ہزاروں کی تعداد میں تھے اس مصدقہ نسخہ پر متفق تھے یعنی کسی آیت یا کسی سورت کی ترتیب میں بالکل بھی اختلاف نہیں پایا جاتا تھا۔

قرآنِ کریم کا یہ متفق علیہ نسخہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا جب ان کی وفات ہو گئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ رہا، جب ان کی بھی وفات ہو گئی تو (وصیت کے مطابق) آپ کی بیٹی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رکھا رہا۔ (صحیح بخاری)

اس نسخہ میں قرآن مجید کی تمام سورتوں کو ایک ہی تقطیع اور سائز پر لکھوا کر، ایک ہی جلد میں مجلد کرایا گیا تھا، اور یہ کام حکومت کی طرف سے انجام دیا گیا، جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہو پایا تھا۔ (تدوینِ قرآن، صفحہ 40)

قرآن کی تدوین قرطاس پر کی گئی، عرب معاشرہ میں قرطاس سے مراد 'ورق بردی' یا پپائرس لیا جاتا تھا بعض کے نزدیک قرآن مجید جِلد قسم کی اشیاء، شانوں کی ہڈیاں اور کھجور کی شاخوں کے ڈنٹھلوں پر لکھا گیا۔

حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کا دور

جمع و تدوین کا یہ تیسرا دور 25 ہجری میں ہوا۔ جس کا بنیادی مقصد تمام امت کو قرآن مجید کے ایک نسخہ پر جمع کرنا تھا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کا متفق علیہ نسخہ جو ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ رکھا گیا تھا، منگوا کر نقول تیار کروائے۔

سیدنا عثمانؓ نے اپنی تقریر میں فرمایا:

أَنْتُمْ عِنْدِي تَخْتَلِفُوْنَ فِيهِ فَتَلْحَنُوْنَ، فَمَنْ نَأَى عَنِّي مِنَ الأَمْصَارِ أَشَدُّ اخْتِلَافاً، وَأَشَدُّ لَحْناً، اِجْتَمِعُوْا يا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ، وَاكْتُبُوْا لِلنَّاسِ إِمَاماً (المصاحف:29)

تم میرے پاس ہوتے ہوئے بھی اختلاف کرتے ہو اور لحن میں بھی، تو جو مجھ سے دور علاقوں میں آباد ہیں ان کا اختلاف اور لحن تو اور زیادہ ہو گا۔ اے اصحاب محمدؐ! اتفاق کر لو اور لوگوں کے لیے ایک امام لکھ ڈالو۔

خلافتِ عثمانی میں جمع قرآن:

حضرت عثمانؓ کے زمانے میں قرآن مجید میں لب و لہجے کا اختلاف تمام ملک میں عام ہو چکا تھا۔ اس بنا پر آپؓ نے اس اختلاف کو مٹانا چاہا اور خود اصحابِ قرآت کو طلب فرما کر ہر شخص سے جُدا جُدا قرآت سنی۔ حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت مُعاذ بن جبلؓ سب کے لہجے میں اختلاف نظر آیا۔ یہ دیکھ کر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مَیں تمام مسلمانوں کو ایک تلفظ کے قرآن پر جمع کرنا چاہتا ہوں۔ قریش اور انصار میں بارہ اشخاص تھے جن کو قرآن پر پورا عبور تھا۔ حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں کو یہ اہم کام تفویض فرمایا اور حضرت اُبَی بن کعبؓ کو اس مجلس کا رئیس مقرر کیا۔ آپ یعنی حضرت اُبیؓ قرآن کے الفاظ بولتے جاتے اور حضرت زیدؓ لکھتے جاتے تھے۔ آج قرآن مجید کے جس قدر نسخے موجود ہیں وہ حضرت اُبَی بن کعبؓ کی قراءت کے مطابق ہیں۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ، جلد 3، صفحہ 143 مکتبہ دارالاشاعت اردو بازار، کراچی)

(حضرت ابَی بن کعب رضی اللہ عنہ: خطبہ جمعہ 16/اکتوبر 2020ء)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی ایما پر تدوینِ قرآن کا آغاز ہوُا جو آرمینیہ اور آذر بائیجان کی فتح سے لوٹے تھے، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو قرآت میں اختلاف نے گھبراہٹ میں ڈال دیا تھا بوجہ اس کے کہ لوگوں نے قرآتِ قرآن کو اپنی اپنی زبان میں پڑھنا شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے ایک لہجہ والے دوسرے کی قرآت پر اعتراض کرنے لگے۔ ان اختلافات کی بناء حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحفِ صدیقی کو ایک مصحف میں سورتوں کی موجودہ ترتیب کے ساتھ جمع کروایا اور رائج لہجوں کو چھوڑ کر قبیلۂ قریش کی زبان پر قائم کیا اور اصل نسخہ اُم المؤمنین کو واپس لوٹا دیا۔ مصحفِ قرآن کے لیے چار افراد پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی گئی جن کے نام درج ذیل ہیں:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت عبد الرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ

جس میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کتابت کی ذمہ داری سونپی گئی انہی نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں تدوین قرآن کی ذمہ داری انجام دی تھی اس کے علاوہ یہ کاتبِ وحی بھی تھے۔

املاء کروانے کی ذمہ داری حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو سونپی گئی یعنی حضرت سعید رضی اللہ عنہ لکھواتے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ لکھتے تھے۔

مصحفِ عثمانی کی نقول مصحفِ اُمّ کو سامنے رکھ کر کی گئیں جو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع شدہ قرآن کو اکٹھا کر کے ایک کتابی شکل میں تشکیل دیا تھا یہ مصحفِ امّ حضرت ام المؤمنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ مصحف منگوایا اور اس کی نقول تیار کروائیں۔ اور اس مصحف کے مطابق مصحفِ عثمانی کی نقول تیار کروا کے مختلف علاقہ جات میں بھجوا دیں۔ ان نسخوں کی تعداد پانچ یا سات ہے اور وہاں پر موجود پرانے نسخوں کو منگوا کر صحابہ کرامؓ کے مشورہ سے نذرِ آتش کر دیا گیا یا مٹا دیا گیا تا کہ ایک ہی لہجہ قریش میں رائج رہے اور امت اختلاف اور تفریق سے بچ جائے۔ جمعِ قرآن کا یہ کارنامہ جمع ثانی کہلاتا ہے کیونکہ جمع اوّل کا کام عہدِ نبویؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں ہو چکا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قرأت کے اختلاف کو دور کرنے کی خاطر ایک مخصوص انداز سے تحریر کیا گیا اور ایک ہی لغت پر قرآن کو لکھ کر امت کو اس پر جمع کیا گیا۔ اسی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اس آیت کی تشریح بیان فرماتے ہیں:

آیت باب ذوالمعارف ہے اس کے دو ترجمے ہیں۔ ربط ما قبل کے لحاظ سے ایک معنے یہ ہیں کہ "اے معذرت کنندہ۔ عذر بیان کرنے میں تیز زبانی نہ کر" اس صورت میں جَمْعَهٗ میں ہٗ کی ضمیر انسان کے اعمال کی طرف ہے۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ پڑھنے والا جب قرآن شریف پڑھے تو جلدی نہ کرے۔ لوگ حضرت عثمانؓ کو جامع القرآن بتاتے ہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ صرف عثمان رضی اللہ عنہ کے لفظ کے ساتھ قافیہ ملایا ہے۔ ہاں شائع کنندہ قرآن اگر کہیں تو کسی حد تک بجا ہے۔ آپ کی خلافت کے زمانہ میں اسلام دور دور تک پھیل گیا تھا۔ اس لیے آپ نے چند نسخہ نقل کرا کر مکہ، مدینہ، شام، بصرہ، کوفہ اور بلاد میں بھجوا دیے تھے۔ اور جمع تو اللہ تعالیٰ کی پسند کی ہوئی ترتیب کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے فرمایا تھا اور اسی پسندیدہ ترتیب کے ساتھ ہم تک پہنچایا گیا۔ ہاں اس کا پڑھنا اور جمع کرنا ہم سب کے ذمہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان 4/اپریل 1912ء)(حقائق الفرقان، جلد،4 صفحہ 272)

ان نسخہ جات کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں تمام سورتیں الگ الگ تحریر کردہ تھیں جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی ترتیب کے ساتھ جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تشکیل دی تھی ایک ہی مصحف میں لکھوا دیا۔ یعنی تمام سورتوں کو ترتیب وار ایک ہی مصحف میں لکھا۔ (مستدرک، از امام الحاکم)

حضرت عثمان غنیؓ نے جن حضرات کو نسخۂ قرآن تیار کرنے کے لیے مامور فرمایا تھا، ان حضرات نے اسی نسخہ کو بنیاد بنایا تھا جسے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں تیار کیا گیا تھا، اسی کے ساتھ مزید احتیاط کے لیے وہی طریقہ اختیار فرمایا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اختیار کیا گیا تھا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی متفرق تحریریں جو مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ کے پاس محفوظ تھیں، انہیں دوبارہ طلب کیا گیا اور ان کے ساتھ از سرِ نو مقابلہ کر کے یہ نسخے تیار کیے گئے۔ (علوم القرآن، صفحہ 191) مصحفِ امّ کی ایک سے زائد نقول تیار کیں جن کی تعداد، روایات میں پانچ بھی ملتی ہے اور سات بھی۔ (فتح الباری 9/17)

جمع و تدوین کا چوتھا دور

اس دور میں تلاوت کو آسان بنانے کے لیے کچھ اقدامات کئے گئے تھے جس کی وجہ سے اسے تسہیلِ تلاوت کے اقدامات کا دَور یا چوتھا دَور کہتے ہیں۔ اس مقصد کے تحت نقطے لگانے کا اہتمام کیا گیا۔ کیونکہ قرآنِ کریم کی ادائیگی میں بہت زیادہ غلطیاں ہونے لگیں جیسے ذال کو دال، عین کو غین، س کو ش وغیرہ وغیرہ۔

اہلِ عرب میں قرآنِ پاک پر نقطے اور اعراب لگانے کا رواج نہیں تھا یا اس کا استعمال بہت کم تھا اسی وجہ سے حرکات لگانے کی بھی ضرورت نہیں تھی کیونکہ عربی عام فہم تھی۔ نقطے اور اعراب لگانے کا مقصد غیر عرب یعنی عجمی لوگوں کے لیے قابلِ فہم بنانا مقصود تھا۔ قرآنِ کریم پر سب سے پہلے نقطے اور حرکات ایک روایت کے مطابق حضرت ابوالاسود الدؤلی نے لگوائے جو کہ مختلف اقوال کے مطابق درج ذیل میں سے ان کے حکم پر نقطے لگوائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گورنر کوفہ زیاد بن ابی سفیان کے ایماء پر عبد الملک بن مروان کی فرمائش پر دوسری روایت کے مطابق حجاج بن یوسف نے حضرت حسن بصری، یحیٰ بن یعمر اور نصر بن عاصم لیثی رحمھم اللہ سے کام کروایا۔ امام زرکشی لکھتے ہیں:

مصحف پر سب سے پہلے اعراب ابوالاسود الدؤلی نے لگائے۔ اس کا سبب یہ واقعہ بنا کہ ایک بار ابوالاسود الدؤلی نے قاریٔ قرآن سے سنا کہ وہ آیت

﴿اِنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ﴾ (سورۃ التوبہ:3)

میں لفظ رَسُوْلُهٗ کو رَسُوْلِهٖ یعنی لام کو بجائے پیش کے زیر سے پڑھ رہا ہے۔ جس سے معنی ہی بدل گیا۔ ابوالاسود الدؤلی کو بہت تکلیف ہوئی اور فرمایا:

"خدا کی ذات اس سے پاک ہے کہ وہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہو۔"

جس کی وجہ سے انہوں نے سوچا کہ اعراب و حرکات لگا دینا چاہیے۔

حضرت ابوالاسود الدؤلی نے قرآنِ کریم پر حرکات لگائیں۔ ابتداء میں وہ حرکات جو ابوالاسود الدؤلی نے وضع کیں وہ اس طرح کی نہ تھیں جیسی آجکل معروف ہیں بلکہ زبر یعنی فتحہ کے لیے حرف کے اوپر، زیر یعنی کسرہ کے لیے نیچے اور پیش یعنی ضمہ کے لیے حرف کے سامنے ایک نقطہ مقرر کیا گیا۔ جبکہ سکون کی علامت دو نقطے تھی۔

(مناہل العرفان، 1/104)

یعنی یہ نقطے حرکات اور علامات کو واضح کرنے کے لیے تھے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حجاج بن یوسف نے حضرت حسن بصری یحیٰ بن یعمر اور نصر بن عاصم سے بیک وقت قرآنِ کریم پر نقطے اور اعراب لگانے کی فرمائش کی۔ چنانچہ جو علامات، حرف پر نقطوں کی تھیں، انہیں دوسری علامت کے ذریعے بدل دیا گیا تاکہ ایک ہی لفظ یا حرف پر بہت سے نقطے قرآت کو مشکل نہ بنادیں۔ یعنی اعراب کی علامات کو انہوں نے فتحہ، کسرہ اور ضمہ میں بدل دیا اور حروف کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کے لیے نقطوں کا استعمال کرکے انہیں ایک دوسرے سے نکھار دیا۔

(تاریخ افکار و علوم اسلامی، 9)

ایک اور روایت کے مطابق:

65 ہجری میں حجاج بن یوسف نے یحیٰ بن عمر اور نصر بن عاصم کو مقرر کیا جنہوں نے حروف کے باقاعدہ نقطے وضع کیے جو آج تک رائج ہیں اب صورتحال یہ تھی کہ حروف کے اپنے نقطے بھی تھے اور حرکات کی علامت کے طور پر نقطے پہلے لگائے جا رہے تھے اس لیے ان دونوں قسم کے نقطوں میں فرق رکھنے کے لیے جو نقطے حرکات کی علامات کے طور پر تھے انہیں سرخ روشنائی سے لکھا جاتا اور حروف کے اپنے نقطے سیاہی سے لکھے جاتے۔

(کتاب المصاحب الجزء الثالث صفحہ 90)(الذکر المحفوظ صفحہ 102)

ابوالاسود الدؤلی نے نقطوں کی صورت میں حرکات لگائیں اور حجاج بن یوسف نے نقطوں کو بدل کر حرکات وضع کر دیں مزید نقطوں کو بھی حروف پر تشکیل دیا تاکہ غیر عجمی کے پڑھنے میں آسانی پیدا کی جاسکے۔ کتابت میں آیات کی تقسیم کے لیے صحابہ کرامؓ نے ہر آیت کی علامت مقرر کی جو آیت کے سروں پر لگائی جاتی تھی۔ یہ علامت تین نقطے (∴) کی تھی۔ (الاتقان 1/116)

بعد میں کتابت میں نکھار پیدا کرنے کے لیے ابو الاسود الدؤلی نے آیت کا نشان گول دائرہ (O) مقرر کر دیا۔ آیات کی تعداد سمیت ہر سورت کا نام قرآن میں لکھا گیا، آیات میں رموزِ اوقاف کا استعمال کیا گیا، جس کا مقصد، قرأت میں یکسوئی اور بامعانی کرنا تھا اسی مقصد کے لیے علامات وقف بنائی گئیں۔

ایک اور روایت کے مطابق ہمزہ اور تشدید کے بارے میں پتا چلتا ہے۔

بنو عباس کے زمانہ میں (غالباً مامون الرشید کے عہد میں) مشہور عالم خلیل بن احمد (متوفی 175 ہجری) نے اہم خدمات سرانجام دی اس نے ہمزہ اور شدّہ کی علامات مقرر کرنے کے علاوہ بنیادی کارنامہ یہ سرانجام دیا کہ حرکات (زیر زبر پیش) کی وہ شکل ایجاد کی جو آج بھی رائج ہے۔ (جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن جلد 2 صفحہ 540)(الذکر المحفوظ صفحہ 102)

ابتدا میں ہر پانچ آیات کے بعد اخماس یا خ لکھا جاتا تھا اور ہر دس آیات کے بعد عشر یا ع لکھ دیا تھا اس طریقے کو اعشار کہتے تھے ان علامات کا یعنی اعشار کا ذکر صحابہ کرام کے دور سے بھی ملتا ہے جو کہ خاص پسند نہیں تھا مگر بعض لوگ اپنی آسانی کے لیے لگاتے تھے۔ بعد میں اس علامتِ اعشار کو ختم کرکے رکوع کی صورت بنادی گئی جس کو حرف ع کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ (مناہل العرفان)

مشائخ احناف نے قرآن کو پانچ سو چالیس رکوع میں تقسیم کیا ہے اور مصاحف میں اس کی علامات بنادی ہیں تاکہ تراویح میں ستائیسویں شب کو قرآن ختم ہوسکے۔

(فتاویٰ عالم گیری: فصل التراویح:94)

بعد میں رکوعوں کی مزید تقسیم کر دی گئی مزید رکوع کے نشان بنادیے گئے۔

اس کے علاوہ پاک و ہند میں شائع ہونے والے قرآن پر رکوع کے اوپر، نیچے اور اندر مخصوص نمبر لکھے گئے تاکہ آسانی میسّر آسکے۔ سیپاروں کی تقسیم کی گئی۔ جو مزید چار حصوں میں جو کہ ربع، نصف، ثلث اور پارہ میں تقسیم کیا گیا۔

علامہ بدرالدین زرکشیؒ کا کہنا ہے: قرآن پاک کے تیس پارے جو مشہور چلے آرہے ہیں مدارس کے نسخوں میں انہی کا رواج ہے۔ (البرہان 1/250)

ان نسخہ جات کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

قرآنِ کریم کو عجمی لوگوں کے لیے بھی قابل فہم بنادیا

نقطے حرکات اور علامات لگائی گئیں

ہمزہ اور تشدید کی علامات لگائی گئیں

رکوع کا تعین کیا گیا

سیپاروں کو تشکیل دیا گیا۔

رموز و اوقاف وضع کیے گئے تاکہ غیر عجمی کو پڑھنے میں آسانی حاصل ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں احمدیت قبول کرنے والے امریکی احباب

1889ء میں ایک روحانی بیداری نے جنم لیا جس نے امریکہ میں بلکہ ساری دنیا میں مذہب اور ایمان کی تاریخ کو نئے رُخ پر ڈال دیا۔ یہ احمدیہ تحریک تھی جس کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کا تعلق قادیان انڈیا سے تھا کے ذریعہ رکھی گئی جو خالصتاً ایک مذہبی اصلاحی تحریک تھی۔

افریقی نژاد امریکی، حضرت مرزا غلام احمدؑ کی مسیحائی، اسلامی پیغام میں مذہبی آزادی اور روحانی ہم آہنگی کا سرچشمہ پانے لگے۔ (African American Journey)

مسٹر الیگزینڈر رسل ویب، جو ایک انگریز نژاد امریکی مفکر تھے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مکتوبات کا تبادلہ کرنے کے بعد اسلام کی آغوش میں آ گئے۔

انہوں نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا:

”مرزا (صاحب) نے ایک بے مثال خدمت انجام دی اور سینکڑوں روحوں کو نورِ ہدایت سے منور کر دیا۔ بلاشبہ، وہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے جنہیں عظیم الشان مقاصد کے لیے منتخب کیا گیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ انبیاء کے زُمرے میں شمار ہوں گے۔ اسے اُس خدمتِ اسلام کا اجر دیا جائے گا جو اُس نے انجام دی۔“

(شحنۂ حق، 1887ء، صفحات 439 تا 444)

آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر ایک تعزیتی خط بھی لکھا جس میں کہا:

”مجھے یقین ہے کہ وہ آسمان پر اولیاء اور انبیاء کی معیت سے لطف اندوز ہوں گے۔“

(تاریخ احمدیت، جلد 1، صفحات 307 تا 308)

Ahmadiyyat: Renaissance of Islam از چودھری ظفر اللہ خان، صفحات 175 تا 176، تبشیر پبلیکیشنز، 1978ء)

مسٹر ایف۔ ایل۔ اینڈرسن۔ آپ وہ پہلے احمدی نو مسلم تھے جو زمانہ حضرت مسیح موعودؑ میں ایمان لائے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں اسلامی نام ”حسن“ عطا فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ براہینِ احمدیہ جلد پنجم میں تحریر فرماتے ہیں:

”ایسا ہی یورپ یا امریکہ کے قدیم عیسائیوں میں بھی تھوڑے عرصہ سے ہمارے سلسلہ کا رواج ہوتا جاتا ہے چنانچہ حال میں ہی ایک معزز انگریز شہر نیویارک کا رہنے والا جو ملک یونائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ میں ہے جس کا پہلا نام ہے ایف ایل اینڈرسن نمبر 200–202 ورتھ اسٹریٹ۔ اور بعد اسلام ان کا نام حسن رکھا گیا ہے وہ ہماری جماعت یعنی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہے اور اس نے اپنے ہاتھ سے چٹھی لکھ کر اپنا نام اس جماعت میں درج کرایا ہے اور ہماری کتابیں جو انگریزی میں ترجمہ شدہ ہیں پڑھتا ہے قرآن شریف کو عربی میں پڑھ لیتا ہے اور لکھ بھی سکتا ہے ایسا ہی اور کئی انگریز ان ملکوں میں اس سلسلہ کے ثناخوان ہیں اور اپنی موافقت اس سے ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر بیکر جن کا نام ہے۔ اے جارج بیکر نمبر 404 سیس کوئی ہینا ایونیو، فلاڈلفیا، امریکہ۔ میگزین ریویو آف ریلیجنز میں میرا نام اور تذکرہ پڑھ کر اپنی چٹھی میں یہ الفاظ لکھتے ہیں ”مجھے آپ کے امام کے خیالات کے ساتھ بالکل اتفاق ہے انہوں نے اسلام کو ٹھیک اُس شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جس شکل میں حضرت نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 106)

محمد عبد الحق۔ چارلس فرانسس سیورائٹ

”چارلس فرانسس سیورائٹ نے 1903ء میں قادیان کا سفر کیا؛ اب ان کا نام

محمد عبد الحق رکھا گیا۔ انہوں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے Review of Religions میں لکھ کر دنیا کے سامنے اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ نیز کئی برس بعد، 1923ء میں، محمد عبد الحق نے مسلم سن رائز میں بھی اپنے ایمان کی تجدید کا اعلان کیا۔ (دی مسلم سن رائز، 1922، شمارہ 4، صفحہ 143-146)"

ابتدائی احمدی مسلمان۔ 1903ء

آپ کا تولد مارکس سیورائٹ اور جوزفین لاہو کے ہاں 1862ء میں فٹزروے (Fitzroy)، وکٹوریہ میں ہوا۔ چارلس کو اپنی زندگی کے اس سفر پر روانہ ہونا مقدر تھا جس نے اس پر اسلام کی صداقت کو آشکار کرنا تھا۔ چارلس آسٹریلیا میں برٹش اور انڈین ایمپائر لیگ کے کمشنر یا نمائندہ کے طور پر اعلیٰ منصب تک پہنچے۔ یہیں سے انہوں نے اسلام کی تعلیم کے لیے اپنی راہ متعین کی۔ وہ اپنی ہندوستان کی سیاحت اور اس کے پس منظر کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں۔

"اپنی زندگی کے چونتیسویں برس میں، 23 مارچ 1896ء کو، مجھے اسلامی فلسفہ کے مطالعے کی توفیق ملی۔ یہی مطالعہ میرے لیے ہدایت کا ذریعہ بنا اور اس نے مجھے قدامت پسند عیسائیت سے نکال کر اُس فطری اور سچے دین کی طرف رہنمائی کی، جس کے بانی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ میں آج کے Moslem Sunrise کے قارئین کو بھی وہی بات بتانا چاہتا ہوں جو میں نے 1906ء میں اپنے بیان میں کہی تھی کہ میں نسلی اعتبار سے مسلمان نہیں ہوں، بلکہ روحانی طور پر اسلام کا پیروہوں میں کسی رسمی معنی میں نہیں بلکہ حقیقتاً محمد ﷺ کے دین کا سچا ماننے والا ہوں۔ جب میں 1903ء میں بطور ایک مجاز نمائندہ یا کمشنر برٹش اینڈ انڈین ایمپائر لیگ آف آسٹریلیا کے، ہندوستان گیا تاکہ انڈین نیشنل کانگریس کے سالانہ اجلاس جو دسمبر میں مدراس میں منعقد ہوا میں ایک عرضداشت پیش کروں، تو اس سفر کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ میں اپنے "اسلامی علوم" کو مکمل کرنے کے لیے اسلامی ممالک کا سفر کروں۔

اسی طرح میری یہ مہم اس لیے بھی تھی کہ میں "وائٹ آسٹریلیا پالیسی" اور Alien Immigration Act (غیر ملکی ہجرت ایکٹ) کے ظالمانہ اثرات کو واضح کر سکوں، جو دولتِ مشترکہ (Commonwealth) کی حکومت نے اپنے ملک میں ایک آئینی قانون کے طور پر نافذ کیا تھا۔

اس تاریخی سفر کے نتائج کو یہاں بیان کرنا ممکن نہیں، کیونکہ اس عظیم مشن کے واقعات اگر تفصیل سے شائع کیے جائیں تو ایک ضخیم جلد بھر جائے۔ (ماخذ: Moslem Sunrise، 1922ء، شمارہ 4، صفحات 143 تا 146)

قادیان کے تاریخی دورے کے بعد، 1903ء میں آپ کو محمد عبد الحق کے نام سے جانا گیا (اللہ ان سے راضی ہو) اور آپ کو مسیح موعود کے ساتھیوں میں شمار کیا گیا۔ قادیان سے واپسی کے بعد آپ نے "ریویو آف ریلیجنز" میں اپنی حقیقت بیان کی۔ کئی سال بعد، 1923ء میں محمد عبد الحق نے "The Moslem Sunrise" میں اپنے ایمان کا دوبارہ اظہار کیا۔

وہ کہتے ہیں: "بالآخر، کافی غور و فکر کے بعد میں نے اپریل 1906ء میں یہ اعلان کیا کہ میں قادیان کی احمدیہ تنظیم کا رکن بن گیا ہوں، تاکہ تعلیم یافتہ مسلم طلبا کے اعلیٰ گروہ سے وابستہ ہو سکوں جو دنیا کے مختلف مذاہب سے واقف ہیں اور اسلامی تعلیم کے فروغ کے لیے احمدیہ مشنری ایسوسی ایشن میں شریک ہوں۔ میں نے اوپر جو کہا تھا وہ اگرچہ ایک دور دراز علاقے (نیوزی لینڈ) سے لکھا تھا لیکن جو بھی لکھا تھا میں اس کے ہر اُس لفظ پہ قائم ہوں جب سے کہ میں نے اپنے آقا کو 19 سال قبل قادیان میں الوداع کہا۔"

(مفہوم از مسلم سن رائز 1922 شمارہ 4 صفحہ 143-146)

آپ قادیان کے دورے کے بعد 1910ء میں امریکہ کے شہر فیریسنو، کیلیفورنیا اپنی فیملی کے پاس منتقل ہوگئے۔ 1930ء میں آپ نے لاس اینجلس چلے جانے کا فیصلہ کیا۔ احمدیہ جماعت میں آپ کی سرگرمیاں اس وقت بڑھیں جب مفتی محمد صادق صاحبؓ امریکہ تشریف لائے۔ (مسلم سن رائز ایضاً)

Forest Lawn, Glendale, CA, section: Acacia, space 4, Lot 179 and map 1 میں آپ کی قبر واقع ہے۔ (یہ تفصیل مکرم محمود احمد ناگی صاحب نے احمدیہ گزٹ امریکہ کی جلد 67 شمارہ نمبر 4 مارچ۔ اپریل 2016ء کے صفحہ نمبر 24 سے اخذ کیا ہے)۔

مرزا حسن ایف۔ ایل۔ اینڈرسن

امریکہ کے پہلے احمدی مسلمان

مسٹر حسن ایف۔ ایل۔ اینڈرسن، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں امریکہ سے احمدیت قبول کرنے والے پہلے احمدی تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں "حسن" کا اسلامی نام عطا فرمایا۔

آپ ایک سائنس دان تھے اور نیویارک شہر کے فرسٹ سائنٹفک اسٹیشن میں کام کرتے تھے۔ مسٹر حسن اینڈرسن کا ایک مکتوب، جس کا اردو ترجمہ، البدر میں 14 ستمبر 1905ء کو شائع ہوا تھا۔

آپ 1901ء سے مکرم مفتی محمد صادق صاحبؓ کے رابطے میں تھے اور بعد ازاں 26 ستمبر 1904ء کو جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہوئے۔ آپ اس وقت فرسٹ سائنٹیفک اسٹیشن، نیویارک سٹی میں متعین تھے۔

مسٹر حسن ایف۔ ایل۔ اینڈرسن نے اپنے خط میں حضرت مسیح موعودؑ کی صحت وعافیت کے متعلق دریافت کیا، زلزلوں کی خبروں کا ذکر کیا، اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ انہیں احمدیہ مسلم جماعت میں شامل کیا گیا ہے۔ انہوں نے گزارش کی کہ انہیں اس کا تصدیق نامہ عنایت فرمایا جائے۔ انہوں نے "ریویو آف ریلیجنز" میں شائع شدہ "تعدد ازدواج اور پردہ" کے مضمون کی تعریف کی، روس وجاپان کے تعلق سے بین الاقوامی ترقی پر اپنی رائے پیش کی، اور تمام احمدیوں کے لیے اپنی دعائیں اور سلام پہنچایا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ جلد پنجم میں مسٹر اینڈرسن کے متعلق لکھا: "اسی طرح کچھ عرصے سے میری جماعت کو یورپ اور امریکہ کے روایتی عیسائیوں میں مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ حال ہی میں ایک معزز انگریز صاحب، جو امریکہ کی ریاست نیویارک کے 202–200 ورتھ اسٹریٹ میں رہائش پذیر ہیں، جن کا سابق نام ایف۔ ایل۔ اینڈرسن تھا، مگر اسلام قبول کرنے کے بعد جنہیں حسن کا نام دیا گیا ہے، انہوں نے اپنے ہاتھ سے مجھے خط لکھا کہ ان کا نام میری جماعت میں درج کیا جائے۔ وہ میری وہ تمام کتب پڑھتے ہیں جو انگریزی میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ وہ عربی میں قرآنِ کریم پڑھ سکتے ہیں اور عربی میں لکھ بھی سکتے ہیں۔" (براہین احمدیہ، جلد پنجم، انگریزی ترجمہ، صفحہ 131، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ، برطانیہ، 2018ء)

ڈاکٹر جارج بیکر آف فلاڈلفیا

انتھونی جارج بیکر، فلاڈیلفیا کے پہلے احمدی تھے جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں کیا ہے۔ انہوں نے 1904ء میں احمدیہ مسلم جماعت میں شمولیت اختیار کی۔

آپ کا ابتدائی رابطہ نو مسلموں سے اگست 1893ء میں الیگزینڈر رسل ویب کے جریدے "مسلم ورلڈ" سے ہوا۔ ڈاکٹر بیکر نے احمدیہ جماعت کے نظریات کو انگریزی جریدے "ریویو آف ریلیجنز" کے ذریعہ جاننا شروع کیا۔ اور آپ کی پہلی خط و کتابت مفتی محمد صادق صاحبؓ سے 28/اکتوبر 1904ء کو ایک خط کے ذریعہ ہوئی۔ جس کے بعد آپ نے باقاعدہ کلمہ شہادت کی تصدیق کر کے ایک مسلمان ہونے کا اظہار کیا۔

بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خط وکتابت کے نتیجہ میں انہوں نے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔ وہ اس کے بعد کی تحریری گفتگو میں حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کے کردار کی تصدیق اور احمدیہ جماعت سے وفاداری کا اظہار زیادہ واضح طور پر کرنے لگے۔ اور براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ اور دینی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ، حصہ پنجم میں لکھا ہے "مثال کے طور پر ڈاکٹر جارج بیکر، فلاڈیلفیا امریکہ، نے ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ میرے بارہ میں پڑھا احمدیت کو سمجھا اور لکھا کہ وہ اس امام (مسیح موعود) کے خیالات سے متفق ہیں اور آپؑ نے اسلام کا پیغام اسی طرح سے پہنچایا ہے جیسے آنحضرت صلعم نے پہنچایا تھا" پٹسبرگ میں پرورش پاتے ہوئے، انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم پٹسبرگ کے سرکاری اسکولوں میں حاصل کی، اور 1869ء میں ویسٹرن یونیورسٹی آف پنسلوانیا (جو بعد میں یونیورسٹی آف پٹس برگ کہلائی) سے بیچلر آف آرٹس اور ماسٹر آف آرٹس کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اس کے بعد وہ ویسٹرن تھیولوجیکل سیمنری (Western Theological Seminary) میں داخل ہوئے، جو ایلیگینی، پنسلوانیا میں واقع تھی، اور 1873ء میں بیچلر آف ڈیوینٹی (Bachelor of Divinity) کی ڈگری کے ساتھ فارغ التحصیل ہوئے۔ اسی سال انہیں پریسبیٹیرین

چرچ کا پادری مقرر کیا گیا۔(ماخذ: دی بلیٹن آف دی ویسٹرن تھیولوجیکل سیمنری، صفحہ 164)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 21/ اکتوبر 2018ء کو بیت الفتوح سے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام اُن کی زندگی میں ہی ریویو آف ریلیجنز (Review of Religions) کے ذریعہ امریکہ تک پہنچ گیا تھا، اور ایک شخص ڈاکٹر اے۔ جارج بیکر (Dr. A. George Baker) نے مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پڑھ کر اسلام قبول کیا۔ انہوں نے مسیح موعودؑ کے متعلق لکھا ”میں آپ کے امام کے خیالات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ انہوں نے اسلام کو دنیا کے سامنے صحیح رنگ میں پیش کیا ہے، بالکل اسی طرح جیسے آنحضرت محمد ﷺ نے کیا تھا۔“

20/ اکتوبر 2018ء کو، فلاڈلفیا شہر سے روانگی سے قبل، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تاریخی ”لاریل ہل قبرستان“ (Laurel Hill Cemetery) میں مختصر طور پر توقف فرمایا۔ وہاں قریباً ایک سو سال پرانی قبر پر، آپ نے ایک نیک اور بے نفس انسان کی روح کے لیے دعا کی۔ ایک ایسے شخص کی جس کی داستان یقیناً وقت کے ساتھ گم ہو جاتی اگر اسے محفوظ نہ رکھا جاتا۔

ڈاکٹر بیکر کا انتقال 17 فروری 1918ء کو ہؤا اور ان کو لاریل ہل قبرستان میں دفن کیا گیا، جو بیت العافیت مسجد، فلاڈیلفیا کے قریب ہے۔ (خطبہ جمعہ خلیفۃ المسیح الخامس، 21/ اکتوبر 2018ء)

فلاڈیلفیا جماعت نے ڈاکٹر بیکر کی قبر قریباً 100 سال بعد دریافت کی۔ اب اس پر ایک بینر لگایا گیا ہے جس پر حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مفتی محمد صادقؓ کی ڈاکٹر بیکر کے بارے میں تحریریں موجود ہیں۔

محمد الیگزنڈر رسل ویب

ایک بہت مشہور حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں سورج مغرب سے طلوع ہو گا۔ اس حدیث کی یہ تعبیر کی گئی ہے کہ آخری زمانہ میں، یعنی مسیح موعودؑ کے وقت میں، مغربی ممالک کے لوگ اسلام میں دلچسپی لینا شروع کریں گے، اور اسلام کی اشاعت مغرب میں شروع ہو گی۔

یہ پیشگوئی جناب محمد الیگزینڈر رسل ویب کی اسلام قبول کرنے سے پوری ہوئی۔ مسٹر الیگزینڈر رسل ویب 1846ء میں ہیڈسن سٹی، ریاست نیویارک میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ایک روزنامہ اخبار کے مالک اور مدیر تھے۔ جب جناب ویب نے اپنی تعلیم مکمل کی تو انہوں نے بھی صحافت کو بطور پیشہ اختیار کیا اور بالآخر ریاست مزوری (Missouri) کے ایک روزنامہ کے مدیر بن گئے۔ مسٹر ویب مذہب میں گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ عیسائیت سے غیر مطمئن ہونے کے باعث انہوں نے 1872ء میں عیسائیت ترک کر دی اور سچے مذہب کی تلاش میں دیگر مذاہب کا مطالعہ شروع کیا۔ انہوں نے بدھ مت کا مطالعہ کیا مگر اسے تسلی بخش نہ پایا۔ کچھ عرصہ بعد اُن کی نظر حضرت مرزا غلام احمدؑ کے ایک اعلان پر پڑی اور انہوں نے آپؑ سے خط و کتابت شروع کی۔ اس خط و کتابت کے نتیجے میں وہ اسلام کی صداقت کے قائل ہو گئے اور اسلام قبول کر لیا۔

وہ ایک مخلص اور وفادار مسلمان ثابت ہوئے اور نہایت پُرجوش تھے کہ وہ جو کچھ بھی اسلام کے علم اور اس کی تعلیمات کو امریکہ میں پھیلانے کے لیے کر سکیں وہ ضرور کریں گے۔ (ماخذ۔ احمدیت، اسلام کی نشاۃِ ثانیہ، محمد ظفر اللہ خان، تبشیر پبلیکیشنز، 1978ء، صفحہ 175۔ تاریخ احمدیت، جلد 1، صفحات 307 تا 313)

انہوں نے ایک روزنامہ اخبار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اشتہار دیکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اشتہار ان کے دل میں اسلام کے متعلق دلچسپی پیدا کرنے کا باعث بنا، چنانچہ انہوں نے حقیقت کی جستجو میں حضرت اقدسؑ کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 17 دسمبر 1886ء کو ان کے خط کا جواب عطا فرمایا اور اس کے بعد خط و کتابت کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ ان کے تمام سوالات کے تفصیلی جوابات دیے گئے اور بالآخر انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

ذیل میں ان کے اس خط کا اقتباس درج ہے جو روحانی خزائن میں شائع ہوئے ہیں۔

”آپ کا اشتہار پڑھنے کے بعد میرے دل میں ایک خیال پیدا ہؤا جس کو میں بغرض غور و تفکر حضور پیش کروں گا نہ صرف معقولی طور سے بلکہ ایمانی جوش کی تحریک سے یقین کرتا ہوں کہ آپ جو روحانی ترقی میں میرے سے بڑھ کر اور خدا کے قریب تر ہیں مجھ کو ایسی طرز سے جواب دیں گے جو کہ افضل و انسب ہو۔

(روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 439، شحنۂ حق، جلد دوم، صفحات 81-82)

مسٹر الیگزینڈر ویب(Mr. Alexander Webb)اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ہندوستان میں مشہور ہوئے۔ بمبئی کے چند تاجروں نے اُن سے فلپائن میں ملاقات کی جہاں وہ امریکہ کی طرف سے سفیر مقرر تھے۔ اُن تاجروں نے اُنہیں سفارت چھوڑنے پر آمادہ کیا اور ہندوستان کے دورے کی دعوت دی۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے مبلغ اسلام مولوی علی بھاگلپوری کے ذریعہ چھ ہزار روپے کی خطیر رقم جمع کی، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عینی شاہد تھے۔

مسٹر ویب نے ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ وہ بمبئی سے حیدر آباد آئے اور اُن کی خواہش تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کریں کیونکہ آپؑ اُن کے اسلام لانے کے محرک اور محسن تھے۔ مگر پنجاب میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی سخت مخالفت کے باعث اُنہیں مشورہ دیا گیا کہ "اس بری شہرت والے" سے ملاقات نہ کریں کیونکہ اس سے امریکہ میں اسلام کی تبلیغ کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ لاہور میں بھی بعض لوگوں نے انہیں یہی مشورہ دیا۔ چنانچہ وہ مختلف شہروں کا دورہ کرنے کے بعد واپس امریکہ لوٹ گئے۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت، جلد 1، صفحات 306 تا 311)

مسٹر ویب نے ابتدا میں اسلام کی تبلیغ اُن علما کے طریق پر شروع کی جو اُس زمانے میں رائج تھا، مگر وہ اپنے مقصد میں بُری طرح ناکام رہے۔ اس ناکامی کے بعد وہ سخت دل گرفتہ اور شرمندہ ہوئے اور ایک خط میں مکرم مفتی محمد صادق صاحبؓ کو اعتراف کیا کہ انہوں نے اپنے محسن اور حقیقی رہنما، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ناانصافی کی تھی۔ انہوں نے اس خط میں لکھا کہ ہندوستان کے علما کا مذہبی علم محض سطحی اور تقلیدی ہے، اُس میں حقیقی روحانیت اور باطنی بصیرت کا فقدان ہے۔ اُنہیں یہ احساس ہوا کہ اگر وہ اپنی ابتدائی کوششوں میں کامیاب بھی ہو جاتے تو امریکہ میں وہی ظاہری، جمود زدہ اسلام قائم ہوتا جو ان علما کے ہاں رائج ہے—ایسا اسلام جو صرف رسم ورواج کا مجموعہ ہے، نہ کہ زندہ ایمانی روح کا مظہر۔

یہ حقیقت سمجھنے کے بعد انہوں نے دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رابطہ قائم کیا اور آئندہ اُن کے ساتھ خط و کتابت اور رابطے میں رہے، اس بات کا اقرار کرتے ہوئے کہ وہی سچے امام اور مصلح ہیں جنہیں خدا نے اس زمانے کے لیے بھیجا ہے۔

15 جنوری 1901ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ماہنامہ رسالہ "ریویو آف ریلیجنز"(Review of Religions) کے اجراء کا اعلان فرمایا۔

یہ رسالہ کئی سال تک نہایت عمدگی سے مولوی محمد علی صاحب، ایم۔ اے۔ کی ادارت میں شائع ہوتا رہا۔ اس رسالہ کا خیر مقدم برطانیہ اور امریکہ دونوں میں کیا گیا اور اسے بہت سراہا گیا۔ امریکہ کے پہلے مسلمان جناب محمد الیگزینڈر رسل ویب نے اس کے بارے میں کہا:

مجھے یقین ہے کہ یہ رسالہ ایک نہایت مؤثر ذریعہ ثابت ہوگا جو فکری دھاروں کو درست سمت میں رواں کرے گا۔ میرا یقین ہے کہ بالآخر یہ رسالہ ان رکاوٹوں کو دور کرنے کا موجب بنے گا جو جہالت نے حق کے راستے میں کھڑی کر دی ہیں۔

بحوالہ (Ahmadiyyat, the Renaissance of Islam, Muhammad Zafrulla Khan, Tabshir Publications, 1978,pp 178-179)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کی وفات پر آپ نے حضرت مفتی محمد صادقؓ کو جو تعزیتی خط لکھا، اس میں لکھا کہ "حضرت مرزا غلام احمدؑ نے ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا اور سچائی کا نور سینکڑوں دلوں تک پہنچایا، جو بصورت دیگر پہنچ نہیں سکتا تھا۔ میں نے بیس سال سے زیادہ عرصہ پہلے ان سے خطوط کا تبادلہ شروع کیا اور اس کے بعد سے میں اس جرأت مندانہ اور مخلصانہ کوشش سے گہرا متاثر رہا ہوں، جس کے ساتھ انہوں نے اپنے مقصد کی تکمیل میں سچائی کو پھیلایا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس عظیم کام کے لیے منتخب کیا تھا، جسے انہوں نے مکمل طور پر انجام دیا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ جنت میں اولیاء اور انبیاء کی معیت میں ہوں گے۔"

انہوں نے اپنے خط کے ساتھ ایک اور خط بھی بھیجا جو صرف چار دن بعد لکھا گیا تھا جس میں انہوں نے حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کے ساتھ اپنے تعزیتی جذبات کا اعادہ کیا اور یہ یقین ظاہر کیا کہ حضرت مولوی صاحب کی اسلام کے فروغ کے لیے کی گئی کوششیں کامیابی سے ہمکنار ہوں گی۔ (احمدیت، اسلام کی تجدید، محمد ظفر اللہ خان، تبشیر پبلیکیشنز، 1978، صفحات 175-176۔ تاریخ احمدیت، جلد 1، صفحہ 308)

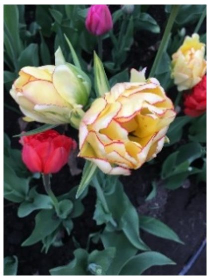

(ترجمہ از مرزا محمد افضل، مربی سلسلہ، بحوالہ
https://ahmadiyyagazette.us/Source/2022/Oct2021-Sep2022/Oct2021_Sep2022-EnglishSection.pdf)

ہمارا حجِ بیت اللہ

لیڈی امۃ الباسط ایاز، لندن

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر وسپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
(درثمین)

پیارے قارئین! ”آپ بیتی“ آپ نے لکھی بھی ہوگی اور دوسروں کی لکھی ہوئی پڑھی بھی ہوگی اور شاید اپنے بزرگوں سے اُن کی زبانی آپ بیتی سُنی بھی ہوگی لیکن آج میں جو آپ بیتی لکھنے جارہی ہوں وہ چشم دید بھی ہے۔ معجزات سے بھری ہے اور میرے پیارے اللہ کی دُعاؤں اور پیارے آقا کی دلی محبت بھری دُعاؤں سے معجزات سے معرضِ وجود میں آئی ہے۔ بالکل سچی اور حقیقت میں دور از قیاس ہے مجھے خود بھی یقین نہیں آتا یہ سب کچھ کیسے ہوگیا۔ اتنے کم وقت میں اتنی رکاوٹوں کے باوجود سارے پروگرام اور مراحل بخیر وخوبی احسن ترین رنگ میں انجام پائے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

پہلے یہ بتاتی چلوں کہ ہر ایک کی دلی خواہش تو ضرور ہوتی ہے کہ اُسے کم سے کم ایک بار حج بیت اللہ شریف کا موقع ملے۔ اللہ کے فضل سے ہم دونوں کو عمرہ کی سعادت تو مل چکی تھی مگر تشنگی باقی تھی۔ وقت گزر گیا یہ خواہش دل میں چٹکیاں لیتی رہی اور ہم اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف رہے اور اب جبکہ ہماری سب سے چھوٹی بیٹی عزیزہ سعدیہ سلمہ کا فرض ادا کرنا رہ گیا تھا۔ میں نے گھر میں بھی کئی بار ذکر کیا تھا کہ سعدیہ! میں نے تمہاری شادی کے بعد حج ضرور کرنا ہے۔ تو یہ نہایت پیاری بچی جو زندہ دِل بھی ہے اور خوش مزاج بھی بہت ہے جھٹ سے کہہ اُٹھی کہ میری شادی سے پہلے کیوں نہیں؟ اب کیوں حج نہیں کر لیتیں۔ چلیں میں آپ کو لے چلتی ہوں... بات آئی گئی ہو جاتی دل لگی میں ٹل جاتی رہی لیکن بات بنی نہیں۔ اب کیا ہوا کہ ایک ماہ قبل ڈاکٹر صاحب (میرے میاں) اپنے آفس سے اُٹھ کر آئے اور ہاتھ میں ایک فل سکیپ کاغذ سفید رنگ کا لیے میرے پاس آکر کہنے لگے کہ دیکھیں یہ کیسا دعوت نامہ ہے۔ میں کسی کام میں مصروف تھی یہی کہا کہ ہو گا کوئی پیس سمپوزیم یا جلسہ یا اجتماع وغیرہ کی دعوت کہنے لگے کہ آپ یہ پڑھ کر تو دیکھیں جو میں نے پڑھا میں تو پڑھ کر حیران ہی ہوگئی لکھا گیا تھا ”ڈیئر فرینڈ ڈاکٹر سر افتخار ایاز آپ کو شاہ سعود کے ایوانِ خصوصی کی طرف سے اس سال حج کرنے کا دعوت نامہ بھجوایا جارہا ہے۔“

یہ دعوت نامہ ڈاکٹر صاحب اور میرے نام تھا۔ اس کے جواب میں لکھنے سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے حضور اقدس کی خدمت میں وہی دعوت نامہ بھی بھجوا دیا اور دعا کی درخواست بھی کر دی۔ اِدھر گھر میں ہم سب سے ذکر بھی کرنے لگے کہ یہ کیا ہے اور کیا واقعی بادشاہ ہم لوگوں کو حج کی دعوت دے رہا ہے؟ یقین نہیں آرہا تھا یہ دور از قیاس بات ہے ایک تو اتنے تھوڑے دن باقی ہیں اور نہ ہی کبھی حج کا ارادہ کیا ہے اور نہ سوچا ہے مگر اللہ پر توکل کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے خط یعنی دعوت نامہ کے جواب میں شکریہ لکھا اور مزید تفاصیل بھی طلب کیں کہ کیا کیا شرائط اور کوائف درکار ہوں گے۔ ویزا حاصل کرنے کے لیے جبکہ بہت تھوڑا وقت باقی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ ہماری ایک بیٹی عزیزہ سعدیہ بھی ہمارے ساتھ ہوں گی اب دیکھئے کہ اللہ جب کچھ کرنا چاہتا ہے تو صرف کُن ہی کہتا ہے اِدھر ہمیں حضور کی طرف سے بھی خط کے جواب کا انتظار تھا اور اُدھر عزیزہ سعدیہ کو شامل کرنے کی منظوری ملنے کا بھی انتظار تھا۔ مگر کُن فیکون والی بات ہوگئی کہ دو ہفتے گزر گئے دن کاٹے نہ کٹتے تھے مایوسی قدرے گھیرا ڈالنے لگی تھی کہ ای میل آئی کہ آپ تینوں اپنے پاسپورٹ کی فوٹو کاپیز بھجوادیں فوری طور پر اور یہ کام ہم نے فوراً ہی کر دیا۔ پھر تو مزید اُمید کی کرنیں پھوٹ پڑیں اور لگے دُعائیں کرنے کہ اب تو یہ بات بنتی ہی نظر آرہی ہے اِدھر یہ بھی ڈر لگنے لگا کہ میری پیدائش قادیان دارالامان کی ہے اور وہی پاسپورٹ میں لکھی ہوئی ہے کئی مرتبہ کئی پیاروں نے بھی کہا کہ اس کو بدل کیوں نہیں لیتیں۔ آپ کے تو ابا جانؓ بھی جالندھر کے ہی تھے اور جالندھری ہی کہلاتے تھے مگر ڈاکٹر صاحب کو ہرگز یہ مبارک مرکز کا نام ہٹانا پسند نہیں تھا بلکہ مجھے یاد آیا کہ جب ایک مرتبہ عمرہ کے ارادہ سے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے پاس مشورہ کرنے گئی کہ حضور میرے پاسپورٹ میں قادیان جائے پیدائش ہے، کوئی مسئلہ نہ بن جائے تو اِس پر حضور انور نے فرمایا کہ کافی پابندیاں اور سختی ہے احمدیوں پر۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے اس مبارک بستی کا نام ہٹانا پسند نہ کیا اور ہم نے بفضلہ تعالیٰ عمرہ کر لیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ پھر یہ مشکل نظر آرہا تھا کہ اتنے شارٹ نوٹس میں سعدیہ کو سرجری سے چھٹی کیونکر مل سکے گی کیونکہ وہ تو کئی کئی ہفتے پہلے سے انہوں نے اپوائنٹ منٹس لی ہوئی ہوتی ہیں مگر جب اللہ تعالیٰ کسی کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے تو سب کام خود بخود ہوتے چلے جاتے ہیں۔ سعدیہ کی

سرجری والوں نے کہا کہ تم ضرور اپنے والدین کے ساتھ جاؤ تمہیں دوہرا ثواب ملے گا۔ بلکہ اس مقدس جگہ پر جا کر ہمارے لیے بھی دُعا کرنا۔ خیر انتظار کے چند دنوں میں جو عزیزہ سعدیہ نے اپنی ذمہ داری اُٹھائی وہ یہ تھی کہ ہم دونوں کی روزانہ کی ادویات اور Vitamins کے علاوہ Hepatitis BC کے ٹیکے لگائے جو بے حد ضروری ہوتے ہیں جن کے بغیر آپ حج کے لیے نہیں جاسکتے۔ اور وقت دوڑتا جارہا تھا۔ دس دن کا وقفہ بھی ضروری ہوتا ہے انجکشن لگنے کے بعد مگر ایسا بھی ممکن نہ تھا وہی بات کہ:

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو زور دُعا دیکھو تو

پس ہمارے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوتا جارہا ہے اور ہم قدرے گھبرائے گھبرائے سب کچھ دیکھا کئے۔ وقت کی کمی کے باعث ہم کو اب جدّہ کے لیے ٹکٹ ملنا ناممکن سالگ رہا تھا۔ کسی جہاز میں تینوں سیٹیں نہیں ہیں اور کسی کے ٹکٹ اس قدر مہنگے ہیں کہ سن کر ہی دوسرے ایئرلائن سے بات کرنے لگتے۔ وقت بہت کم تھا اور ہماری خواہش اور امید کی گھڑیاں گن گن کر گزر رہی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کوشش کرکے بکنگ کرالی گلف ایئر کی۔ اگرچہ کافی مہنگے ٹکٹ تھے۔ آپ نے رقم ادا کرکے فون پر ہی بکنگ کرا کے ہمیں بتایا کہ براستہ بحرین ہے۔ وہاں 2 گھنٹے رُک کر آگے جدّہ کے لیے بھی ٹکٹ مل گئی ہے اور اگلے دن ہم جدّہ اور اُسی شام حج کی سعادت کے لیے مکہ پہنچ جائیں گے۔ ان شاءاللہ۔

عجیب کیفیت تھی ہماری کہ ٹکٹ خرید لیے ہیں اُمید کے سہارے اپنی خواہش کے مطابق انتظار ہی کر رہے تھے کہ ایک دن قبل ای میل آ گیا۔ سعودی حکومت کی طرف سے ہم تینوں کے حج کے ویزا جات آ گئے ہیں ہم نے سجدۂ شکر ادا کیا اور اب اگلے زادِراہ کا سوچنے لگے جو حج کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ دس دن کا سفر تھا اور سب سے اہم "احرام" ہوتا ہے جو مردوں کو بحرین سے ایک گھنٹہ کی پرواز کے بعد پہننا ہوتا ہے وہ تو ہمارے پاس تھا ہی نہیں۔ شام ہو گئی تھی 8 بجے کے بعد تمام اسلامک دوکانیں بند ہو جاتی ہیں۔ میں نے کئی دوکانیں دیکھیں لندن کی ٹریفک نے بھی گویا آج ہی انتارش کرنا تھا کہ بس اب آخری دوکان جو ہمیں خوش قسمتی سے بند ہونے سے پہلے کھلی مل گئی اور بڑا اچھا احرام اور ٹوپی بھی ساتھ میں مل گئی۔ ہم نے شکر الحمدللہ کہا اور واپس گھر آکر بسم اللہ کرکے تمام اشیاء ایک چھوٹے سے بیگ میں رکھنا شروع کردیں۔ سامان ہلکا ہی تھا 5 دن تو ڈاکٹر صاحب کو احرام ہی باندھے رکھنا تھا یہ چند چیزیں رکھ کر ہم سب نے حضور کو دُعاؤں کے خطوط لکھے اور دعاؤں پر زور دیا کہ اللہ جی یہ حج جو تو ہمارے لیے انعام کی صورت میں دینے والا ہے ہمیں کما حقہٗ اس کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمانا۔ اور ہر مقام پر سب کے لیے دعائیں کرنے کی توفیق دینا۔ بظاہر تو سب کہتے ہیں کہ حج ایک مجاہدہ ہے آج کل کی سخت گرمی اور ہجوم کی وجہ سے دل گھبرا جاتا ہے۔ لوگ ہمیں بھی نصیحتیں کرتے مگر ہمیں تو اپنے خدا پر اس قدر بھروسہ اور یقین تھا کہ ذرا بھی گھبراہٹ نہ تھی نہ فکر تھا اگر تھا تو فکر اس بات کا تھا کہ ہم اس مبارک فرض کو احسن رنگ میں ادا کرسکیں گے بھی کہ نہیں مگر جب خدا پر بھروسہ ہو اور اس کا ساتھ تو ہر کام ہو جاتا ہے۔ انسان حیران ہی رہ جاتا ہے اور فبای الآ ربکما تکذبان کا ورد کرنے لگتا ہے۔ اس خاص خدائی ہاتھ کو پکڑ کے ہم چل پڑے۔ لندن ہیتھرو ایئرپورٹ سے بحرین کے لیے روانہ ہوئے جو کہ 6 گھنٹے کا رات کا سفر تھا۔ فلائٹ آفیسر نے ہمیں سونے کے لیے (سلیپنگ سوٹ) لاکر دیے جو کہ ہمارے لیے انوکھی چیز تھی کہ کپڑے تبدیل کرو اور گھوڑے بیچ کر سو جاؤ۔ دوسرے مسافروں کا شاید یہی پروگرام ہوتا ہوگا ہم کو تو ویسے بھی جہاز میں نیند نہیں آتی اور خاص طور پر جب پرواز میں جھٹکے بھی لگیں جیسا کہ یہاں ہو رہا تھا۔ ہم نے اپنی دعاؤں کی کتابیں کھولیں اور خوب سفر میں خیریت سے مکہ مدینہ اور حج مکمل کرکے بخیریت واپس آنے کی دعائیں شروع کردیں الحمدللہ۔ بالآخر ساڑھے چار بجے صبح ہم بحرین پہنچے۔ اُتر کر جہاز تبدیل کیا اور پھر سے وہی ایمیگریشن (ہجرت) کی لائنوں میں لگے کھڑے ہیں کہ ہمارے پاس جانچ پڑتال والے آفیسر نے بورڈنگ پاس دیکھ کر کہا کہ آپ آج جدّہ نہیں جاسکتے۔ دو دن قبل سے ویزا برائے حج بند ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے شاہ سعود کی طرف سے دعوت نامہ دکھایا تو پھر ان لوگوں نے جو اِدھر اُدھر فون اور ای میلز اور فیکس کیں۔ یہ نظارہ دیکھنے والا تھا۔ ہم تینوں بورڈنگ گیٹ کے کونے پر کھڑے خدائی معجزہ دیکھنے کے انتظار میں تھے ہمارے دلوں کی کیفیت خدا کی طرف نظر اور محبت پر تھی اور حضور کی دُعاؤں پر بھی بھروسہ تھا۔ دُعا کے لیے ہم سب نے مسلسل خطوط لکھے تھے۔ حضور نے پڑھے ہوں گے اور دُعائیں کی ہوں گی۔ اگر یہ سفر یہاں تک لے آیا ہے تو خدا تعالیٰ حج بھی ضرور کرائے گا۔ تمام مسافر جا چکے تھے ہم کھڑے ہیں اس انتظار میں کہ کیا جواب آتا ہے۔ دیر بھی بہت ہو چکی تھی اور جدہ جانے والی فلائٹ کی روانگی کا وقت قریباً ہو چکا تھا۔ ہمارا سامان بھی لندن سے براہ راست جدہ کے لیے بک ہو چکا تھا ہم کھڑے اُمید لگائے دُعائیں کرتے جا رہے تھے کہ خبر آتی ہے چند منٹوں میں ایک آفیسر نے آن کر خبر سنائی کہ ان کو جانے دیں جہاز کی آخری کال تھی اور اجازت نامہ کی بھی یوں کہہ لیجئے کہ اللہ کی طرف سے بلاوا آیا تھا ہم بسم اللہ توکلت علی اللہ پڑھ کر تیز تیز چلتے ہوئے

جہاز میں سوار ہو کر قریباً دو گھنٹے میں جدہ پہنچ گئے۔ الحمد للہ۔ یاد رہے کہ ایک گھنٹہ کی پرواز کے بعد جہاز کا پائلٹ اعلان کرتا ہے کہ جو جو حاجی جدّہ حج کے لیے جارہے ہیں وہ اپنے اپنے احرام پہن لیں کیونکہ احرام کی حدبندی شروع ہو جاتی ہے اسی وقت ہم نے دیکھا کہ ہمارے اردگرد چند عرب حاجی اُٹھ کھڑے ہوئے اور باری باری باتھ روم جاکر لباس تبدیل کر کے باقاعدہ احرام باندھ کر اپنی اپنی سیٹوں پر آبیٹھے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے اپنا سوٹ تبدیل کر لیا اور احرام پہنا جو بہت اچھا لگ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ہم جدّہ ایئرپورٹ پر اُترے جہاں تین عرب اہلکار ہاتھوں میں ہمارے نام کے پوسٹرز لیے کھڑے تھے۔ میں آگے تھی اس لیے مجھے روک کر ایک پوسٹر دکھایا کہ میڈم یہ کون ہے۔ اس پر لکھا تھا۔ السید! افتخار احمد ایاز میں نے کہا یہ میرے شوہر ہیں کہنے لگے کہ کہاں ہیں ڈاکٹر صاحب میرے پیچھے ہی تھے اور ساتھ ہی عزیزہ سعدیہ سلمہا سب کو اھلاً و سھلاً مرحباً کہہ کر ڈاکٹر صاحب کو گلے لگایا اور ہاتھ ملایا اور جہاں جہاز کے ساتھ ہی ایک دروازہ تھا وہ کھول دیا اور کہا کہ ہمارے ساتھ آؤ۔ میں قدرے ڈر سی گئی کہ ضرور کوئی بات ہے جو الگ سے باہر نکال کر کہا کہ ہمارے ساتھ کار میں آؤ... کچھ وسوسے بھی آنے لگے کہ کوئی رکاوٹ یا شکایت تو نہیں۔ خیر چند منٹوں میں ہمیں ایک عالیشان ہوٹل لے گئے اور ہمارا سارا سامان رکھ کر ہمیں لفٹ سے ہوٹل کے کمروں میں لے گئے اور ہم اس ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل کے بہت آرام دہ کمروں میں سیٹ ہو گئے دو کمرے بالکل ساتھ ساتھ تھے۔ درمیان میں کھلنے والا دروازہ بھی تھا مگر سعدیہ کو کہا گیا کہ تم اپنی اُمّی کے ساتھ ایک کمرہ میں رہو اور دوسرا تمہارے ابو کے لیے ہے۔ پھر ہم سے پوچھا کہ رات جدّہ میں گزارنی ہے یا مکّہ میں۔ ہم نے کہا کہ مکّہ میں اور انہوں نے فوراً ہمارے مکّہ جانے کا انتظام کر دیا۔ وہاں کلاک ٹاور ہوٹل میں جو بیت اللہ کے ساتھ بھی ہے ہماری رہائش کا انتظام تھا۔ اگلے دن صبح حج کا فریضہ ادا کرنا تھا۔ دعائیں کرتے چند گھنٹے رات کو سونے کے بعد صبح ہماری خانہ کعبہ پر پہلی نظر پڑی اور پہلی نظر پڑنے والی دُعاؤں سے رقت طاری ہو گئی اور ناشتہ بھی نہ کر سکے ۔بس ایک کپ چائے اور ڈبل روٹی کے ایک ٹکڑے پر اکتفا کیا۔ بھوک بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اتنے میں ہمارے میزبان شاہی پروٹوکول والے دو عرب بھائی سروں پر اپنا مخصوص سکارف پہنے ہمیں لینے آگئے کہ ہماری ڈیوٹی شاہِ سعودیہ نے لگائی ہے کہ آپ تینوں کو طواف اور سعی کی تمام سہولتوں کے لیے رہنمائی کریں اور ساتھ لے کر جائیں۔ سیکورٹی کا بھی خیال رکھنا ہمارا کام ہے ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات پر شکر کرتے ہوئے پہلے سے ہی تیار انتظار میں بیٹھے تھے۔ شدید گرمی کے باعث شاہِ عرب نے حکم دے رکھا تھا پروٹوکال والوں کو کہ یہ لوگ صبح کے وقت جانا بھی چاہیں تو نہ لے کر جانا گرمی کی شدت یہ لوگ برداشت نہ کر پائیں گے انہیں ذرا دوپہر ڈھلنے کے بعد ہوٹل سے نیچے لے جانا جو بالکل بیت الحرام کے پہلو میں چند ہی منٹ کے فاصلے پر تھا۔ لگتا تھا کہ ساری عرب دنیا اسی ہوٹل میں ٹھہر رہی ہے۔ ہم سب کے لیے دعائیں پڑھتے نکلے۔ اللہ کے فضل سے جب قریب سے خانہ کعبہ پر نظر پڑی تو جو دُعائیں آتی تھیں کچھ مزید بھی یاد کر رکھی تھیں پڑھنے سے قبل یہ دعا ضرور پڑھ لی۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے بتلائی اور خود بھی پڑھی تھیں کہ اے اللہ تجھ سے جو بھی دعا مانگوں تو ضرور قبول کر لینا۔ پس ایسا ہی کیا اور بس پھر تو نہ اِدھر دیکھنے کی سوجھی نہ اُدھر۔ ایک روحانیت کی دُھن ہی تو سوار ہو گئی اور ہم اپنے آقا کی محبت میں ایسے کھو گئے کہ کچھ علم نہ تھا کہ ہم کہاں آگئے ہیں۔ طواف شروع کیا تو آگے ہی آگے چلتے جانا اچھا لگ رہا تھا۔ کبھی کبھی آبِ زم زم کا گلاس کوئی ہاتھ میں تھما دیتا تو میں تھوڑا سا پیتی باقی اپنے چہرے پر ڈال دیتی۔ لہٰذا طواف کا عرصہ بڑا ہی اچھا گزرا۔ ہمارے میزبان پروٹوکول کے ساتھ جو ہمیں بتاتے جاتے تھے کہ اب ہمارے تین چکر پورے ہو گئے ہیں اور آخری چکر پر تو ہر طرف سے زبردست دعاؤں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ زیادہ گرمی کا احساس نہ تھا۔ اگرچہ تھا بھی مگر اُوپر اونچے اُونچے پنکھے اور پھوہار نما ہلکی نمی چھڑکنے والے پنکھے دل کو سکون دے رہے تھے۔

خیر الحمد للہ۔ دو گھنٹے میں طواف پورا ہوُا تو ساتھ ہی ”سعی “کرنے کا مقام ہے جس میں اب پہلے سے کافی زیادہ تبدیلی کر دی گئی ہے۔ حاجیوں کے آرام کے لیے زمین تلے ٹھنڈا فرش بنا کر اور اُوپر وہی پنکھوں سے ٹھنڈی ہواؤں سے حاجیوں کے دِل سے دُعائیں لے رہے تھے اور یہ انتظام کرنے والوں کو بھی بہت دُعائیں دیتے اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کی یادوں کو یاد کر کے روتے ہوئے سات چکر لگا کر جب واپس لوٹے تو نماز مغرب کی آذان کی آواز آرہی تھی۔ اس لیے ہم کھڑے ہو کر نماز پڑھ کر واپس ہوٹل چل کر آگئے اور اللہ کے فضلوں کو یاد کر کے جلدی سو گئے کیونکہ علی الصبح ہمیں کہا گیا تھا کہ آپ کو منیٰ کے لیے روانہ ہونا ہے جب ہم اپنے ہوٹل سے نیچے اُترے جو 56ویں منزل پر تھا تو لوگوں کا جم غفیر باہر کھڑا تھا اور سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ہماری گاڑی کونسی ہے۔ کار ہے یا بس ہے یا کوچ گویا جلسہ سالانہ والا ہجوم تھا۔ ہم لائن میں کھڑے تھے کہ تین عرب میزبان آکر ہمیں الگ لے گئے جہاں ایک وین کھڑی تھی اور وین کا ڈرائیور ہمیں السلام علیکم کہہ کر ہمارا سامان وین میں رکھنے لگا۔ میزبانوں نے اس کو اچھی طرح سمجھایا کہ سیدھے ان کو منیٰ لے جانا ہے ایک پولیس کار ہماری کار کے آگے اور دوسرا پیچھے آنے لگا اور ٹھنڈی کار میں ہم آرام سے بیٹھے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اور

دُعائیں کرتے ہوئے اپنا سفر کرنے لگے۔ یاد رہے کہ مکہ سے صرف چند میل کا فاصلہ ہے منیٰ تک الحمد للہ۔

اس سفر سے پہلے جو روزانہ ہی ہوتا رہا ہے ضرور بتانا چاہوں گی کہ جدّہ سے مکہ آتے ہوئے نگاہیں تو اس بستی اور مکہ کی متلاشی اور منتظر تھیں کہ کب خانۂ خدا پر نظر پڑے گی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نشانی اور قربانی کی یاد ہے اور ہم گُنہگاروں اور عاجزوں کی دعاؤں کی قبولیت کا شرف پانے کی بھی اُمید لیے آرہے ہیں مگر اس سفر کے راستے سے بھی دلچسپی تھی کہ ہمارے آقا رسول کریمؐ کے قدموں کو اس سرزمین نے چوما آپ کئی مرتبہ ان راستوں سے گزرے ہوں گے۔ راستے میں کہیں کہیں اونٹ بھی نظر آئے جو بظاہر کمزور دکھائی دے رہے تھے مگر یہ جان کر کہ ان کا کئی جنگوں میں ذکر آتا ہے ان پر بھی پیار آتا تھا پہاڑوں اور ٹیلوں کے تصور میں کھو کر جنگوں کا نقشہ آنکھوں میں گھوم جاتا۔ بس ایسے میں ہم منیٰ کی خوبصورت بستی میں پہنچ گئے۔ یہاں تو میرے پاسپورٹ اور سامان کی خوب پوچھ گچھ ہوئی اور پھر کچھ ہی دیر بعد پروٹوکول والے بھائی میزبان صاحبان آگئے اور ہمیں ایک شاندار ہوٹل میں لے گئے اور دو کمرے الگ الگ دے دیے یہ کہہ کر کہ آپ کی بیٹی آپ کے ساتھ رہے گی اور دوسرے کمرے میں ڈاکٹر صاحب۔ خیر بڑا اچھا انتظام تھا ہمیں ٹھہرنے کے بعد عرفات کے میدان میں سارا دن گزارنا ہوگا لہٰذا سونا کہاں رات عبادت اور دعاؤں میں ہی گزری منیٰ میں رات گزارنے کے بعد عرفات کے میدان پہنچ کر یہ اندازہ ہوگیا کہ 52ڈگری درجہ حرارت میں ہمیں کھلے میدان میں سارا دن گزارنا ہے۔ عرفات کے میدانوں میں اڑھائی ملین حاجیوں کے خیمے نہایت خوبصورتی سے لگے ہوئے تھے۔ بُرجی نما سفید رنگوں میں بڑے ہی خوبصورت لگ رہے تھے۔ ہمیں کہا گیا کہ آپ ابھی تھوڑی دیر کار میں انتظار کریں ہم آپ کے لیے خیمہ تیار کروا رہے ہیں جہاں آپ کو ٹھہرنا ہوگا۔ عرفات کے ایک الگ حصہ میں بنائے گئے خیمے تھے ۔جن میں کنکریوں کے فرش پر نہایت خوبصورت قالین بچھا ہوا تھا۔ قالین پر تین فرشی بستر اور تین چادریں اوڑھنے کے لیے ایک طرف رکھی تھیں اور ایک چھوٹا فرج جس میں ٹھنڈے آبِ زم زم کے علاوہ مختلف مشروبات رکھے تھے اور خیمہ ٹھنڈا کرنے کا انتظام بھی تھا۔ ہمیں اس میں داخل ہوتے ہوئے ایسا محسوس ہوا جیسے جنت میں آگئے ہیں، الحمد للہ۔ اور ہم اپنے اپنے بستروں پر جو نہایت صاف اور آرام دہ گدوں والے تھے قدرے ستانے کے لیے لیٹ گئے۔ لمبے سفر سے کچھ تھکاوٹ اور گرمی کی شدت بھی نڈھال کر رہی تھی۔ عرفات سے عین مغرب کے وقت ہم نے مزدلفہ جانا تھا۔ مغرب سے قریباً ایک گھنٹہ قبل سورج بڑے سنہری فٹ بال کی طرح ہمارے سامنے نظر آرہا تھا۔ ہدایت یہ تھی کہ اس کی طرف منہ کر کے حاجی اپنے اپنے خیموں سے نکل کر ربّ العزت کے ذکر کے لیے مغرب تک وہاں کھڑے رہیں اور اگر پورا وقت کھڑا ہونا ممکن نہ ہو تو قبلہ رُخ بیٹھ کر دُعائیں کریں۔ یہ وقت دُعاؤں اور مناجاتوں اور توبہ و استغفار کی قبولیت کا ہے۔ ایسا مبارک وقت سال بھر نہیں ملتا۔ نیز دنیا میں عرفات جیسی مقدس جگہ اور کہیں نہیں مل سکتی۔ پتہ نہیں زندگی میں دوبارہ اس مبارک مقام میں حاضری کا موقع نصیب ہوتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ دُعائیں دِل سے مانگیں۔ اب میدانِ عرفات سے کوچ کا حکم ہے۔ مغرب کا وقت ہو چکا ہے۔ سورج غروب ہو گیا ہے۔ اب جو شہر حاجیوں کا میدانِ عرفات میں آباد تھا مزدلفہ کی جانب جو منیٰ سے مشرق کی جانب حدودِ حرم میں داخل ہو کر تین میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ بھی میدان ہے اسی کو مزدلفہ کہتے ہیں۔ اس میدان کی آخری حد پر ایک پہاڑ ہے جسے مشعر حرام کہتے ہیں۔ راستہ میں تسبیح، ذکرِ الٰہی اور تلبیہ کہنے میں مصروف رہنا چاہیے۔ مزدلفہ میں پہنچ کر مشعرِ حرام کے آس پاس ٹھہرنے کی کوشش کریں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشعر حرام کے پاس قیام فرمایا تھا ورنہ مزدلفہ میں جہاں بھی جگہ مل جائے بہتر ہے۔ عرفات سے مزدلفہ آتے ہوئے راستے میں مغرب کی نماز نہ پڑھیں۔ یاد رکھیں جب عشاء کا وقت ہو جائے تو مغرب اور عشاء کی نماز دونوں نمازیں ایک ہی وقت میں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں اس طرح کہ پہلے مغرب کے فرض اور پھر عشاء کی نماز کے فرض ادا کریں اس کے بعد کوئی سنت یا نفل نہ پڑھیں اور بلا ضرورت کوئی دوسرا کام بھی نہ کریں۔ یہ رات مزدلفہ ہی میں گزارنا ہوتی ہے۔ تھکان ضرور ہو جاتی ہے۔ اس لیے نماز سے فارغ ہو کر کچھ دیر کے لیے ستا بھی لیں تو حرج نہیں پھر تازہ دم ہو کر اس رات کو مقدس رات جان کر عبادت میں گزاریں۔ اس رات کو انوارِ الٰہی کی بارش ہوتی ہے۔ مزدلفہ میں رات بسر کرنے والوں کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ یہ رات خوش نصیبوں کو میسر آتی ہے۔ بہتر ہے کہ رات جاگ کر گزاری جائے۔ عبادت کرنا، توبہ و استغفار اور درود شریف میں مشغول رہیں اور نفل پڑھتے رہیں۔ آج کی رات دل سے نکلی ہوئی کوئی دعا واپس نہیں لوٹتی بلکہ ہر دُعا کو شرفِ قبولیت حاصل ہوگا۔ ساری رات یہاں مزدلفہ میں جاگنا افضل ہے مگر لیٹنا یا سونا منع نہیں ہے۔ رات عبادت اور دعاؤں میں گزاریں۔ ایسی رات زندگی میں بار بار کب آتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دعا عرفات میں اُمت کے لیے قبولیت سے رہ گئی تھی وہ اس رات میں مقبول ہوگئی۔ اس رات کا کتنا بڑا اعزاز ہے۔ کتنا بڑا مقام ہے۔ فجر کی نماز صحیح وقت پر صبح صادق ہو جانے پر ہی ہم نے پڑھی۔ میزبان نے ہمیں بتایا کہ اب آپ یہ سفید رنگ کی

کنکریاں جو تھیلوں میں ڈال کر دے دی گئی تھیں لیں اور آپ 7-7 کنکریاں شیطان کو ماریں۔ شیطانوں کو کنکریاں مار مار کر ختم کرنے کے بعد منیٰ کی خیمہ بستی کے نظارے دیکھ کر واپس ہوٹل آئے۔ منیٰ میں خیموں کو نہایت ترتیب سے اور صفائی و سلیقے سے صرف سال کے ان دنوں میں لگایا جاتا ہے۔ سارا سال تو یہ میدان اور عرفات کا میدان ہی نظر آتا ہے مگر آج کل یہ لاکھوں زندگیوں کے لیے رہائش گاہ اور عبادت گاہ بنا ہوا ہے۔

لوگ اپنے معلمین کی تقاریر سب اپنے خیموں میں بیٹھے سنتے ہیں۔ ہم اپنے کیبن میں بیٹھے یہ دُعا کثرت سے کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ جلد اس اسلامی بستی کو ہدایت دے اور ہمارے پیارے امام الزمان کو یہ مان لیں اور غلط فہمیاں دور ہو جائیں اور ہمارے پیارے آقا ایک دن اس جگہ تشریف لا سکیں۔ اور عرفات کے منبر سے خطاب فرمائیں۔ آمین۔

میں یہ سب کچھ لکھتے ہوئے جذبات میں بہہ جاتی ہوں اور اُٹھ کر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہوں۔ لکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہیں کہیں تحریر میں تسلسل بے ربط بھی ہو گیا ہو گا۔ معاف کیجئے کئی باتیں رہ بھی گئی ہوں گی مگر کچھ آگے پیچھے بھی لکھی گئی ہوں گی آپ میری جذباتی کیفیت کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ لکھنا اور بتانا مشکل ہی نہیں ناممکن لگتا تھا مگر بہت پیارے بھائیوں اور بہنوں اور خاص طور پر ڈاکٹر صاحب کا اصرار اور مجھے پیار سے یہ سب کچھ لکھنے پر مجبور کر گیا ہے۔ معذرت خواہ ہوں میں کوئی اچھی لکھنے والی تو نہیں ہوں مگر قدرے کوشش کر رہی ہوں... بات لمبی ہو گئی ہے اور شاید غیر ضروری بھی ہے۔ الحمدللہ ہمارا حج مکمل ہو گیا۔ اپنے ٹھکانے پر واپس پہنچ کر نفل ادا کیے۔ اللہ کے فضلوں کا شکر ادا کیا تمام میزبانوں نے ہمیں مبارک دی۔ جہاں ہم ٹھہرے ہوئے تھے اس قیام گاہ کا نام پیلس گیسٹ ہاؤس تھا۔ ہمارے کمرے پانچویں منزل پر تھے اور کھڑکی سے منیٰ کا سارا میدان جو رات کو چراغاں کی طرح سجا دکھائی دیتا تھا ہم اکثر بالکنی میں کھڑے ہو کر دعا کرتے اور قدرے گرم ہوا کے جھونکے سے بھی محظوظ ہوتے، الحمدللہ۔

28 جون 2023ء کو عید الاضحیٰ تھی۔ ہم قدرے جلدی اُٹھے اور عید کی نماز اپنے کمرہ میں ادا کی اور پھر ناشتہ کے لیے جو ہم لفٹ سے نیچے اترے تو ہمیں عید مبارک، عید مبارک کی آوازیں آنے لگیں اور سامنے لگی بڑی سکرین پر خانہ کعبہ کا طواف دکھا رہے تھے اور اُونچی آواز میں تکبیرات اللہ اکبر ، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ مسلسل کانوں کو سکون اور خوشی دے رہی تھیں۔ ہم کھانے کے کمرے میں جو گئے وہاں بھی سب میزبان خوش خوش ہاتھ باندھے کھڑے ہمیں استقبالیہ انداز میں عید مبارک دینے لگے اور خاص خاص کھانے پیش کرنے لگے۔ ویسے تو ہر روز ہی دعوت کا سماں ہوتا تھا مگر آج تو کچھ زیادہ ہی تھا۔ لہٰذا ہم نے ہلکا پھلکا ناشتہ کیا۔ اور اپنے کمروں میں آگئے اور اب دن کے گیارہ بج گئے تھے ہم اپنے حضور کے پیچھے عید پڑھنا یاد کر رہے تھے۔ قدرے اُداس بھی تھے مگر خوش بھی تھے اور مطمئن بھی تھے۔ ہم تینوں تو تھے، ڈاکٹر صاحب نے نماز عید پڑھائی۔ 7 اور 5 تکبیرات کہیں اور بڑا ایمان افروز خطبہ دیا اور دعا کروائی۔ ہوٹل میں جائے نماز اور قرآن مجید ہر کمرے میں تھا۔

دعا میں خاص طور پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، جماعت اور اپنے مظلوم بھائیوں کے لیے بہت دعا کی۔ اس کی ڈاکٹر صاحب ہمیں یاددہانی کراتے رہے۔ یہاں یہ ایک اور معجزہ ہوا جو میں بتا کر پھر سے آپ سے دُعاؤں کی تحریک کروں گی کہ آج ہمارا منیٰ سے واپسی کا پروگرام تھا۔ آج 29 جون 2023ء سے ڈاکٹر صاحب ہمارے میزبانوں کے پاس شکریہ ادا کرنے کے لیے گئے کہ آپ نے تو کمال کی مہمان نوازی کر کے رسولِ کریم ﷺ کی ہدایت اور تربیت کا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے۔ ہم بہت مشکور و ممنون ہیں۔ اب کل ہمارا ارادہ واپس جانے کا ہے۔ ہم آپ کا کیسے شکریہ ادا کریں۔ کل ہم یہاں سے واپس جدہ جانا چاہتے ہیں۔ عید بھی ہو گئی اور حج بھی اپنی پوری برکتوں کے ساتھ مکمل کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ میں ایک بار پھر آپ کا آپ کی ساری شاہی پروٹوکول ٹیم کا بہت بہت شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر نہ جانے اس نیک شخص کے دِل میں اللہ تعالیٰ نے کیا خیال ڈالا کہ ڈاکٹر صاحب سے کہنے لگا کہ تمہیں گھر واپس جانے کی اتنی جلدی کیوں ہے کل ہی کیوں واپس جانا چاہتے ہو کیا کوئی تکلیف یا دقت تو نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں آپ کی موجودگی سے ہم بہت خوش ہیں اور فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں آپ کی خدمت کی توفیق ملی۔ اور آپ خوش خوش واپس جا رہے ہیں۔ البتہ میری ایک خواہش اور فرمائش ہے کہ تم یہاں سے مدینہ جا کر دو دن گزارنا پسند کرو گے؟ یہ سن کر ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں نے دِل میں سبحان اللہ کہا۔ اس طرح ہمارا مدینہ جانے کا پروگرام بن گیا، الحمدللہ۔

یہ سب سوچ ہی نہیں سکتے ہیں کہ ہماری دلی مُراد پوری ہونے جا رہی ہے ہم کیونکر انکار کریں گے۔ دل میں تو یہ خواہش تھی ہی مگر وقت اور سارا انتظام اور خرچ وغیرہ کا بھی سوچنا اور مدینہ میں ہوٹل کے کمرے مل جانا یہ سب کچھ بظاہر ناممکن سا نظر آ رہا تھا مگر جب خدا تعالیٰ کرنا چاہے تو کُن فیکون والی بات ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سارے ہی انتظام کرا کے ہمیں مدینہ کی زیارت کرا دی۔ اگلی صبح ڈاکٹر صاحب کو یاد آیا کہ ساتھ والے حصہ میں ایک نمائش لگائی گئی ہے جو حج کے

مسافروں کے لیے ہے۔ نمائش دیکھنے ہم پیدل ہی گئے کیونکہ موسم بھی قدرے ٹھنڈا تھا۔ ہم جونہی ہال میں داخل ہوئے میزبانوں نے استقبال کیا۔ قہوہ اور کھجوریں پیش کیں اور پھر چند عورتیں جو ڈیوٹی پر تھیں ہمیں مختلف سٹالوں پر لے گئیں جہاں بڑے اعلیٰ اخلاق والی خواتین ڈیوٹی پر کھڑی تھیں اور وہ ہمیں معلومات دیتی رہیں، ہمیں تحائف بھی دیے مثلاً چھتری جبکہ شدید دھوپ میں اس کی ہر ایک کو ضرورت ہوتی ہے۔ دوسری نے قرآن مجید کا نسخہ چھوٹے اور بڑے سائز میں خاص عربی لکھائی میں لکھا ہوا پیش کیا کہ جو چاہو اُٹھالو۔ وہ بھی میں نے لیا۔ آخری اور دلچسپ سٹال میں ایک لکڑی کے بڑے فریم کو بورڈ میں لگاکر دستکاری سکھائی جارہی تھی۔ مجھے تو ویسے ہی کڑھائی اور دستکاری سے دلچسپی ہے میں تو وہیں رُک گئی دیکھا کہ عربی میں نہایت بڑے الفاظ میں یا حی یا قیوم لکھا ہوا ہے۔ اس کو ایک ڈوری کے ساتھ سوئی دھاگہ سے کافی موٹی لکھائی اُبھری ہوئی بنا کر پھر اُس کے اُوپر سے گھما کر اُس کو گولڈن چمکیلے دھاگے سے جو ہمیں بتایا گیا کہ جرمنی سے منگوایا جاتا ہے۔ ساری لکھائی کو اُبھرا ہوا بھر کر یعنی دھاگے کو اس کے اُوپر سے گھما کر پورا سنہری لفظ تیار کیا جاتا ہے میں نے بھی اور عزیزہ سعدیہ نے بھی سیکھا اور چند ٹانکے اُس لکھائی پر پورے دھاگے سے بھرے وہ کہنے لگے کہ تم بہت خوش قسمت ہو یہ لکھائی اُس غلاف پر جو چاروں طرف خانہ کعبہ کے گرداگرد نظر آرہی ہے لگائی جائے گی۔ ہم یہ ہر سال تیار کرتے ہیں اور خانہ کعبہ کے نئے غلاف پر یہ لگائی جاتی ہے۔ یہ لوگ برکت حاصل کرنے کے لیے اس نمائش میں آکر سیکھتے اور حصہ ڈالتے ہیں۔ گویا اس طرح سے آپ بھی اس سال کے غلاف خانہ کعبہ میں شامل ہوگئے ہو مبارک ہو۔

واپس آکر نیند نہیں آرہی تھی کہ حج بھی مکمل ہوگیا تھا عید بھی ہوگئی قربانی بھی ہوگئی۔ 500 ریال قربانی کے لیے دیے اور اطلاع ملی کہ آپ کی طرف سے قربانی ہوگئی ہے۔ اب تو بس کل مدینہ منورہ جانے کی شدّت سے خواہش ہی پوری ہونے کو ہے اور وہ بھی ٹرین سے جسے چلے ابھی دو ہی سال ہوئے ہیں۔ رات آنکھوں میں کاٹی اور صبح پروٹوکول والے ہمارا سامان لینے آگئے کہ آپ بھی جلدی آجائیں۔ کار تیار ہے آپ کو مکہ ریلوے سٹیشن تک لے جانے کے لیے کیونکہ منیٰ سے سیدھے مدینہ جانے کے لیے ٹرین نہیں ہے۔ مکہ سے مدینہ روانہ ہوں گے۔ لہٰذا ہماری کار ہمیں لینے کے لیے وقت مقررہ پر آگئی ساتھ پولیس اسکارٹ تھے مکہ ریلوے سٹیشن قریباً چالیس منٹ میں پہنچ گئے وہ اس لیے کہ پولیس کے دو ڈرائیور سکوٹر پر ہماری وین کے آگے پیچھے تھے اور ہارن بجا بجا کر راستہ بنا لیتے تھے ورنہ ٹریفک بہت زیادہ تھی اور ٹرین کا بھی وقت مقرر ہوتا ہے اور دن میں صرف دو ہی ٹرینیں تھیں اگر یہ نہ لے سکتے تو سارا پروگرام خراب ہوجاتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی بہت مدد کی اور وقت سے تھوڑا پہلے ہی پہنچ گئے۔ میں تو پہلے ہی مدینہ جانا چاہتی تھی اور اب قریب سے قریب ہو رہے تھے تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔

مکہ سٹیشن کا پلیٹ فارم لندن کے پلیٹ فارم کی طرح کا ہے۔ لفٹوں سے گزر کر ہم اپنے پلیٹ فارم پر آگئے جہاں ٹرین کے جانے میں ابھی تھوڑا وقت بتایا گیا۔ اتنے میں پھر مہمان نوازی کی حد تو ہو ہی رہی تھی ہمارے میزبان ہمیں Royal Guest House میں لے گئے کہ آپ یہاں تھوڑا آرام کرلیں ہمیں وہی قہوہ جو چھوٹی چھوٹی مخصوص عربی پیالیوں میں پیا جاتا ہے اور ساتھ ہی کھجوریں پیش کی گئیں اور پھر پر تکلف چائے خوبصورت تھرماس اور پیالوں میں اور ساتھ انواع و اقسام کی مٹھائی، کیک اور بسکٹ سے میز بھر دیا گیا، اور ہمیں کہا گیا کہ آپ تھک گئے ہوں گے چائے نوش کریں۔ پھر ساتھ والے کمرے میں آپ سب کے لیے مساج والی کرسیاں لگی ہوئی ہیں۔ یہ سراسر اللہ کا پیار اور انعام تھا کہ اُس نے ہمارے لیے انتظام کیا اور تھکے ہوئے جسموں کو آرام اور سکون دیا۔ میرے دِل سے ایسا انتظام کرنے والوں کے لیے بہت دُعائیں نکلیں اللہ کا شکر ادا کیا۔ ہمیں کہا گیا کہ آپ اگر پسند کریں تو ضرور اس پر 20 منٹ کے لیے بیٹھ جائیں اور آرام کرلیں۔ ایسی آرام دہ اور مساج کرنے والی کُرسی گھر میں بھی ہے اور سب سے زیادہ اس کا استعمال میں کرتی ہوں۔ مجھے دیکھ کر عزیزہ سعدیہ کو بھی شوق ہوا کہ میری امّی تو مزے کر رہی ہیں میں بھی بیٹھ کر دیکھوں۔ یہ الیکٹرک کی کُرسی بڑی ہی اچھی تھی ہم تینوں کو اس کی گویا ضرورت تھی اور اللہ نے بھی اس سفر میں سہولت مہیا کردی۔ ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واقعی اگلے سفر کے لیے گویا کمربستہ ہوکر چل پڑے۔ یہ ٹرین کا سفر بھی نیا تجربہ تھا بالکل ہماری یورپ کی یوروسٹار کی شکل ہے۔ سیٹیں آمنے سامنے اور درمیان میں ٹیبل ہوتا ہے جو فولڈنگ ہوتا ہے۔ آپ کھانے کے لیے اس کو کھول لیں یا لکھنے پڑھنے کے لیے۔ میرے جیسے تو جھٹ سے اپنی نوٹ بُک اور پین نکال کر اس سے فائدہ اُٹھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اتنی تیز رفتار گاڑی کہ چلنے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اس کی رفتار بھی اُوپر لگی سکرین پر بتائی جارہی ہے۔ اس وقت 300 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار ہے۔ ہم گویا زمین پر اُڑتے ہوئے جارہے ہیں۔ باہر کے نظارے بھی دیکھنے میں بڑا مزا آرہا تھا پہاڑوں میں سے بنے راستے دیکھ کر اور غاریں مکان اور کوٹھیاں سفید رنگ کی بہت خوبصورت اور صاف دکھائی دیتی تھیں اور بعض جگہوں پر شاہکاروں کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ اور سبحان اللہ الحمدللہ پڑھتے جارہے تھے۔

راستے میں جو شہر آئے وہاں سڑکیں اس قدر کشادہ اور صاف تھیں کہ کمال ہی کمال دکھائی دیتا ہے۔ یہاں ٹرین چلی تو وہی کھجوروں کے باغات ایسی ترتیب سے لگے دکھائی دیتے تھے کہ یہی احادیث میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض روایات میں کہ فلاں کا کھجوروں کا باغ ہے اس کا حصہ کر دو یا اپنے بھائی کو دے دو سب یاد آتا رہا اور ہم یہ نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر خوشی میں پھولے نہ سماتے تھے۔ الحمدللہ کہ وہ کھجوروں کے باغات کا بچپن سے پڑھتے اور سنتے آئے تھے اب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ سبحان اللہ کے سوا اور کیا کہیں ہم نے میز کھول لیا اور ڈاکٹر صاحب نے چاکلیٹ ڈرنک منگوائی اور پاس میز پر رکھ کر یہ سب باتیں تحریر میں جمع کر رہی ہوں باہر بڑی بڑی شیشے کی کھڑکیوں سے ریگستان کے نظارے بھی خوب لگتے ہیں۔ دور کہیں کہیں اونٹ بھی چھوٹے ٹیلوں کے درمیان اپنی خوراک تلاش کرتے نظر آ گئے ہیں۔ جلد ہی ہم کنگ عبد اللہ اکنامکس سٹی پہنچ گئے جسے KEC کہتے ہیں۔ یہاں تھوڑی دیر ٹرین رُکی اور اب اگلا ہمارا شہر مدینہ منورہ ہے جہاں ہمیں اُترنا ہے۔ آج کی رات ہم کو انٹرنیشنل ہوٹل میں آرام کرنے کو کہا گیا کہ رات ہونے کو تھی ٹرین کی لمبی مسافت سے قدرے تھک بھی گئے تھے۔ رات کا کھانا کمرے میں ہی منگوالیا اور تھوڑا تھوڑا ہی کھا سکے اور بس وضو کر کے نمازیں پڑھیں جبکہ سامنے مسجد نبوی نظر آرہی تھی اس کے میناروں کی روشنی اور صحن کی چکاچوند کرنے والی چمک آنکھیں خیرہ کئے دیتی تھیں۔ ہم نے آذان کی آواز سنی بڑا ہی لطف آیا۔ ڈاکٹر صاحب نے ہمیں باجماعت نمازیں پڑھائیں اور ہم اس انتظار میں سوگئے کہ کب صبح ہو اور مسجد نبوی جاکر نماز پڑھیں خدا خدا کر کے صبح کی روشنی ہونے سے قبل ہی مسجد میں پہنچ گئے جو ایک منٹ کے فاصلے پر تھی۔ ہم بالکل ایسے ہی مسجد جیسے ربوہ میں محلہ دارالصدر میں مسجد مبارک جایا کرتے تھے۔ بہت اچھا لگ رہا تھا۔ مجھے تو اپنی عمرہ کے وقت کی یاد نے سعدیہ سلمہا کو یہ بتانے پر مجبور کر دیا کہ بالکل اِسی جگہ پر جہاں ہم آج نماز کے لیے بیٹھے ہیں اونچے محراب کے گرد جس کے اندر سے ٹھنڈی اور خوشبودار ہوا آتی تھی میں نے نماز پڑھی تھی اور وہی نشمین والی تحریر ''شال'' اس موقع کی ہے کہ میں اپنی شال واپسی پر بھول گئی تھی اور اگلے دن جب ہم دونوں پھر نماز پڑھنے آئے تو وہ شال وہیں کی وہیں پڑی ہوئی تھی۔ عزیزہ سعدیہ یہ سُن کر بہت حیران ہوئی کہ امی آج 20 سال کے بعد وہی جگہ اور وہی بات آپ کو یاد آگئی ہے اور اب کے میں آپ کے ساتھ ہوں۔ ماشاء اللہ۔ ہم نے خوب خوب دعائیں کیں اور گھوم پھر کر بہت جائزہ لیا۔ صفائی اور انتظام کو سراہتے ہوئے واپس آ گئے جہاں ڈاکٹر صاحب گارڈ کے ساتھ صحن مسجد نبوی میں کھڑے ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ دن ذِکر الٰہی اور دُعاؤں میں گزرا۔ شام کو ہمارے میزبانوں نے اپنے پیارے آقا و مولا سیدنا حضرت رسولِ کریم ﷺ فداہ ابی و امی کے روضہ مبارک کی زیارت اور دعا کے لیے جانے کا انتظام کیا ہؤا تھا وہ ایک 8 سیٹر بگھی میں ہمارے ساتھ بیٹھ گئے اور کافی چکر لگا کر عین اُس جگہ اس احاطہ میں لے گئے جہاں پیارے آقا ﷺ اور ان کے دو پیارے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابدی نیند سو رہے تھے۔ بالکل خاموش علاقہ اور چار دیواری کی طرف قنات کی طرح گلی میں سے گزر کر قدرے کھلی جگہ پر جوتے اُتار کر اندر داخل ہونے کو کہا جہاں کچھ اونچائی پر بڑی خوبصورت اور مضبوط سبز رنگ کی لوہے کی جالی سے چبوترے پر آرام گاہ کو محفوظ رکھا ہؤا ہے باہر چند قدم چھوڑ کر چاروں طرف قریباً چار فٹ اُونچی چار دیواری ہے جس میں ایک درویش بزرگ کھڑے تھے اور ہمیں اپنے پاس نیچے کھڑے دیکھ کر نزدیک آنے کو کہا اور کہا کہ جو کچھ کہلاؤں گا تم سب میرے پیچھے دہراتے جانا۔ ہمارے گائیڈ بھی ہمارے پیچھے کھڑے تھے۔ ان بزرگوں نے سلام اور دعائیں کوئی قریباً پانچ منٹ تک کہلائیں۔ بڑی اچھی دُعائیں تھیں اور پھر پورا درود شریف بھی کہلایا۔ اس کے بعد ہمیں کہا کہ اگر آپ دو نفل پڑھنا چاہیں تو اپنا رُخ قبلہ کی طرف کر لو اور پڑھ لو جب ہم نفل پڑھ رہے تھے تو ظاہر ہے کہ جذبات اور عقیدت و محبت سے دِل سے دعاؤں کے ساتھ درد اور سوز و گداز بھی پیدا ہو جانا قدرتی امر ہے۔ کوئی فرشتہ ہی کہہ لیجئے کہ آکر ہم تینوں کے پاس چھوٹی چھوٹی آبِ زم زم کی ٹھنڈی بوتلیں رکھ کر چلا گیا۔ اللہ اُس شخص کو بہت جزا دے ہم نے جی بھر کر اپنے آقا کے مزار پر آنسوؤں کی بارش کر کے جب سر اُٹھایا تو آبِ زم زم نے ہماری پیاس بجھا کر حضرت اسماعیلؑ کی یاد بھی دلا دی جن کی ایڑھیاں رگڑنے سے یہ میٹھا پانی آج ہمارے ہاتھوں میں اور ہماری روحانی پیاس بجھا رہا ہے۔ الحمدللہ۔

ہم نے پوچھا کہ کیا ایسا انتظام ہمیشہ کیا جاتا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ حج کے موقع پر ہمارے سعودی عرب کے بادشاہ اپنے خاص خاص مہمانوں کو مختلف ملکوں سے حج کا فریضہ ادا کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اور پھر ان کے لیے یہ انتظام چند دنوں کے لیے ہوتا ہے کوئی شخص روضہ مبارک کے پاس نہیں جا سکتا دور سے ہی دیکھ سکتے ہیں البتہ تصویر بھی لے سکتے ہیں اور دعا کر سکتے ہیں مگر ایسا انتظام اور سہولت صرف وزیروں، شاہی خاندانوں کے لوگوں کو یا پرائم منسٹرز کو ہمارے جیسے معمولی گمنام لوگوں کو دعوت دینا ایک معجزے سے کم نہیں تھا۔ آج ہمیں اس قدر سکون اور خوشی ہوئی کہ بتایا نہیں جا سکتا اس کے بعد وہ گائیڈ ہمیں روضہ کی دوسری جانب لے گیا اور کہا کہ یہاں اس جالی کے کمرے کے اندر مزار ہیں۔ آپ یہاں دو نفل پڑھ لیں قبلہ رُخ

کھڑے ہو کر۔ یہاں کوئی بزرگ نہیں کھڑے تھے اور نہ کوئی کچھ کہلوانے والا تھا۔ ہم نے دو نفل ادا کئے ۔ یہاں بھی ایک بیگ میں کوئی آبِ زم زم کی وہی چھوٹی چھوٹی بوتلیں ہمارے لیے ہمارے پاس رکھ گیا جو ہم نے بعد میں پی کر اپنا سینہ و دل ٹھنڈا کیا۔ اس سفر کی خاص بات کہ آبِ زم زم تو ہم نے اس کثرت سے جی بھر کر سیر ہو کر پیا۔ میں نے تو عرفات میں شدتِ گرمی کی وجہ سے اپنے اوپر بھی سر پر اور کپڑوں پر ڈالا اور منہ دھویا۔ دوپٹہ گیلا کر کے سر پر اور گردن پر رکھ کر سکون حاصل کیا۔ الحمدللہ۔

باتوں میں سے بات نکلتی ہے کہ آبِ زم زم کی کہانی تو ضمنی بات تھی میں تو پوری پوری بوتل پی جاتی تھی۔ آبِ زم زم جسے بعض لوگ آبِ حیات بھی کہتے ہیں اگرچہ موسم گرم ہے مگر انتظامیہ نے اپنے حاجیوں کے لیے جو سہولتیں مہیا کی ہوئی ہیں ان کا شکر کرنا اور ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتی ہوں۔ حدیث ہے کہ من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ۔ ایسے بڑے اور اُونچے پنکھے سارے صحنِ مسجد نبوی میں ہیں خانہ کعبہ میں بھی لگے ہیں۔ جن سے پھوہار کی طرح پانی اور ٹھنڈی خوشبودار ہوا آتی ہے اور گرمی کا احساس نہیں ہونے پاتا۔ صفائی ستھرائی کا تو کچھ نہ پوچھیں کمال کی ہے ۔ غسلخانے ہر شخص کے استعمال کے بعد خادم یا خادمہ آکر خوشبو چھڑکتے ہیں اور خشک کرتے ہیں۔ ماحول صاف شفاف اور معطر ہوتا ہے۔ سارا ماحول روحانی لگتا ہے اور واپس جانے کو دل نہیں چاہتا۔ رات بارہ بجے کے بعد ہم واپس لوٹے نہ ہمیں کھانے کی بھوک تھی اور نہ ہی نیند کی طلب تھی حالانکہ ہم لوگ مسلسل جاگ رہے تھے مگر تھکاوٹ نہیں محسوس ہو رہی تھی۔ اب کل جمعہ ہے ہم نے ہوٹل میں جہاں ہر ہوٹل کے ایک کونے میں قبلہ رُخ بتانے کے لیے نشان بنا ہوا ہوتا ہے ہم نے جمعہ باجماعت اپنا ہی پڑھنا تھا میرے پیارے ڈاکٹر صاحب نے بڑا روحانی اور علمی خطبہ دیا۔ ماشاء اللہ۔

اگلے دن ہمارا کچھ زیارتیں کرنے کا پروگرام تھا۔ مقبرہ شہدا مدینہ کا مشہور قبرستان ہے جہاں شہداء مدفون ہیں۔ نبی کریم ﷺ ہر جمعہ کی نماز کے بعد وہاں دعا کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ہم نے بھی وہاں دُعائیں کیں۔ پھر مسجد قباء دیکھنے بھی گئے اور اس مسجد کی خصوصیت کا پڑھ کر دل بے چین تھا یہ مسجد مدینہ منوّرہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ ہجرت مدینہ کے زمانے سے یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کے ہاں چار دن تک قبا میں قیام فرمایا تھا اور یہیں اپنے دستِ مبارک سے مسجد قبا کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلی مسجد تعمیر ہوئی تھی۔ مسجد قباء میں دو نفل نماز پڑھنے کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے اور یہی بات مسجد کی محراب کے اوپر عربی میں لکھی ہوئی ہے۔

مسجد قبلتین:

یہ مسجد نبویؐ سے قریباً تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ مسجد تاریخ اسلام کے ایک اہم واقعہ کی علامت ہے۔ ابتدا میں مسلمان نماز بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے ادا کرتے تھے کہ بیت اللہ ہی سامنے رہے اور مدنی زندگی کے ابتدائی ایام میں مکمل طور پر بیت المقدس ہی قبلہ تھا اور قریباً سولہ سترہ مہینے آپ نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں۔ بیت المقدس مسلمانوں کے لیے اس لیے بھی مقدس تھا کہ یہاں سے حضور نبی کریم ﷺ معراج کے لیے تشریف لے گئے تھے لیکن اس تمام عرصے میں حضور ﷺ کی دلی تمنا رہی کہ مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ خانہ کعبہ کی طرف ہی رُخ کر کے نماز ادا کریں۔ حضور اکرم ﷺ بار بار اس تمنا میں آسمان کی طرف دیکھتے تھے بالآخر ایک روز عین نماز کی حالت میں یہ آیت نازل ہوئی:

قَدْ نَرٰي تَـقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىھَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ○

(البقرۃ:145)

ترجمہ: یہ تمہارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا ہم دیکھ رہے تھے اور ہم اُس قبلہ کی طرف تمہیں پھیر دیتے ہیں جسے تم پسند کرتے ہو مسجد حرام (خانہ کعبہ) کی طرف رُخ پھیر دو۔ اب جہاں کہیں تم ہو اُسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔۔۔

قارئین! آپ کو جب بھی موقع ملے مدینہ جانے کا تو مسجد قبلتین کی ضرور زیارت کریں۔ ہمیں میدانِ جنگ بدر جانے کا بھی موقع ملا اور شہدائے بدر کے لیے دُعا کرنے کا بھی موقع ملا۔ الحمد للہ یہ سب ہمارے میزبانوں کی ہی کوشش تھی کہ ہماری خواہش پوری کرتے تھے جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اور بھی بہت ساری مسجدیں دیکھیں اور دعائیں بھی کیں اور تصاویر بھی لیں۔ کل ہمارا واپسی کا سفر ہے دل تو نہیں چاہتا واپس جانے کو اتنی پیاری یادیں اور نظارے جو روحانی لحاظ سے عظیم الشان ہیں جن کو دیکھنے کے لیے زندگی بھر لوگ ترستے ہیں۔ مگر کوئی یہاں مستقل گھر بنا کر تو نہیں رہ سکتا۔ اور ان بابرکت مقامات سے برکت حاصل نہیں کر سکتا۔ جہاں ہمارے آقا کا مسکن تھا اور اوڑھنا بچھونا تھا۔ یتیموں کا والی غریبوں کے ساتھ بادشاہی میں فقیری کرنے والا آقا دنیا کو ایک سبق دے گیا۔ اُس کے قدموں میں ہی رہنے کو ڈیرا

ڈالنے کو دل چاہتا ہے۔ مگر ہم مسافروں کو جن کو ویزا لے کر چند دن کے لیے آنے کی اجازت ملتی ہے وہ بھی ہم بہت مشکور و ممنون ہیں جنہوں نے اللہ کے حکم سے بن مانگے ہمیں ویزا گھر بیٹھے بھیج کر ہمیں حج کی سعادت نصیب کی۔ اللہ اُنہیں بہت جزا دے اور اتنے اچھے حسنِ سلوک سے دل کی گہرائیوں سے دعائیں لی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے اور حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

آخر میں ہمارے میزبانوں کی طرف سے یہ ایک Sweet Dish تھی کہ ایک آفیسر نے ڈاکٹر صاحب کو اپنے آفس میں Reception میں بلایا ہے کہ مجھے آکر ملو۔ ڈاکٹر صاحب واپس کمرے میں آئے تو کافی خوش نظر آرہے تھے تو پوچھنے پر بتایا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ آپ اتنا عرصہ سفر میں اور عبادات میں مصروف رہے ہیں اور آج رات کو واپس جارہے ہیں۔ چلیں ہم آپ کو جدّہ کے ساحلِ سمندر کی سیر بھی کروادیں۔ میں گیارہ بجے دن کو ڈرائیور بھیج دوں گا۔ آپ ایک گھنٹہ کے لیے چلے جائیں۔ ہم خوش ہوئے اور تیار ہو کر کار میں جدّہ شہر کے بیچوں بیچ گزرتے ہوئے جلد ہی Arabian Gulf کے کنارے پہنچ گئے جہاں تیز دھوپ اور گرم ہوا کے باوجود چند شائقین تیراکی کر رہے تھے۔ اتفاق سے ایک درخت بھی تھا جس کی چھاؤں میں ہم آبیٹھے اور خوب مزا آیا اس چھوٹی سی سیر کا۔ ایک دو تصویریں بھی لیں۔ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے ہم واپس اپنے ہوٹل آگئے۔ میں نے عہد کیا کہ اگر دوبارہ سعودی عرب آنے کا موقع ملا تو عربی زبان سیکھ کر آؤں گی تا کہ تبلیغ بھی کر سکوں، ان شاء اللہ۔

جب ہم عرفات سے واپس لوٹے تو درجہ حرارت 52 ڈگری تک تھا رات بھی کافی ہو گئی تھی۔

آخر میں ضروری سمجھتی ہوں کہ کچھ اس سال کے حج کی خاص باتیں بتاتی چلوں کہ میڈیا جو معلومات جاری کرتا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ 2023ء میں 2.5 ملین لوگوں نے حج کرنے سعادت حاصل کی ہے جو پچھلے سالوں سے کہیں زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حج قبول فرمائے۔ آمین۔ اس سال درجہ حرارت بھی پچھلے سالوں سے کہیں زیادہ تھا۔ مزید برآں اتنی مخلوق کی صحت و تندرستی اور حفاظت کے لیے دنیا بھر سے 38 ہزار ڈاکٹرز بلائے گئے تھے۔

یہ ملک ترقی پذیر ہے۔ نمایاں تبدیلیاں نظر آرہی تھیں۔ آسمان کو چھوتی ہوئی عالیشان عمارتیں، ہوٹلز اور کمرشل بلڈنگز نظر آرہی تھیں۔ اسلامی سلطنت ہونے کے ناتے مردوں کی نگاہیں نیچی اور عورتیں پورے عبایا میں لپٹی سب کام کیے جاتی ہیں۔ یہاں کی حکومت کے سربراہ بھی قابل قدر ہیں جو دوسری حکومتوں سے تعاون اور اتفاق و صلح کا رابطہ رکھنا چاہتے ہیں۔

رنگ و نسل کا کوئی فرق نہیں کرتے۔ ہمارے پاکستانی بھائی مختلف شعبوں میں کام کرتے ہیں، ٹریفک دائیں ہاتھ چلتی ہے۔ تمام سائن بورڈ انگلش اور عربی میں ہیں۔ سبز رنگ کے بڑے بورڈ پر لکھے ہوئے ہیں کھانے پینے کی اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو فراوانی سے نوازا ہے۔ زیتون بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ تیل بھی اور سلاد کا بھی استعمال ہوتا ہے۔ پھل ہر قسم کا ملتا ہے کھجوروں کے باغات کی فراوانی ہے۔ رسول پاکؐ کی خوراک کئی کئی دنوں تک دودھ اور کھجور ہی تو ہُوا کرتی تھی ہمیں بھی کھجور سے استفادہ کرنا چاہیے۔ عجوہ کھجوریں تو اور بھی زیادہ بابرکت اور مفید ہوتی ہیں اور کافی مہنگی بھی ملتی ہیں۔ ان کی خصوصیت یہ بتائی جاتی ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی گھٹلی خود اپنے ہاتھ سے بوئی اور آج تک یہ درخت چلتا آرہا ہے اور بکثرت پھل دیتا ہے۔ ماشاء اللہ۔

بالآخر اس تحریر کو ختم کرنا ہی پڑے گا یہ چند دن جو گزرے مکہ اور مدینہ میں اللہ تعالیٰ کا بہت خاص انعام ہے آپ سب سے یہ دعا کی درخواست کروں گی کہ ہمارے لیے یہ خاص دعا کریں کہ جس خدا نے یہ سعادت عطا فرمائی ہے وہ اس کے بابرکت مقامات پر کی ہوئی دُعائیں اور عبادات قبول فرمائے اور ہمارا انجام بخیر کرے اور ہم سے راضی ہو آمین۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر پر جو سب کے دل کی آواز ہے اپنا بیان ختم کرتی ہوں:

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

(درثمین)

مَشۡیٌ عَلَی الۡاَرۡضِ۔ زمین پر چلنے کے آداب

زاہدہ ظہیر ساجد

قرآن حکیم میں مَشۡیٌ (مصدر) سے مختلف تراکیب کے ساتھ اِس کا استعمال 23 دفعہ ہوا ہے۔ اس کا مادہ: م ش ی ہے۔ اِس کے معنی لغات میں چلنا، پیدل چلنا، آگے بڑھنا کے درج ہیں۔ زمانہ (ماضی، حال، مستقبل) اور حالت اور عربی زبان کی ضرورت کے تقاضے مدِ نظر رکھتے ہوئے قرآنی آیات میں اس لفظ کی ہیئت میں تبدیلی ہوتی رہی ہے۔

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مئی 2023ء میں جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر اپنی تقریر میں فرمایا:

"قرآن مجید نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور انسانوں کی سب ضروریات کا کفیل ہے۔ تمام انسانی امراض اور احتیاجوں کا مداوا پیش کرتا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ میں نے انسانوں کو اپنے مقصد تخلیق کے پانے کے سارے گر بتائے ہیں اور اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو لفظ "حیات" یعنی حقیقی زندگی کی حقیقت بھی یہی پاک کتاب بیان کرتی ہے۔"

حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام نے اسی بات کو کس خوبصورتی سے اپنے اس شعر میں سمیٹ دیا ؎

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

انہی میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی ہوئی زمین پر چلنے کے (جس کو ہم سب ایک معمولی سی بات سمجھ کر کوئی اہمیت نہیں دیتے) طور طریقے بھی ہیں۔ اور اس کے بھیجے ہوئے رسول حضرت محمد ﷺ نے خود ان کی پیروی کر کے ہمیں عملی نمونہ بھی دکھا دیا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اس کے لیے ہمیں قرآنِ حکیم میں کیا ہدایات ہیں۔ اور ہمیں کیا تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنے کے ضرورت ہے تا کہ اس پر عمل کر کے ہم اپنی ذات کو بھی فائدہ دیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے بھی بنیں۔

وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ۚ اِنَّکَ لَنۡ تَخۡرِقَ الۡاَرۡضَ وَلَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا ﴿۳۸﴾ (بنی اسرائیل 17: آیت 38)

ترجمہ: اور زمین میں اکڑ کر نہ چل۔ تُو یقیناً زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور نہ قامت میں پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکتا ہے۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے حقائق الفرقان میں حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

خوشی سے اِتراتے ہوئے زمین پر مت چلو۔ تُو او مخاطب! اپنی طاقت سے زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور نہ پہاڑوں سے اونچا ہو سکتا ہے۔

(تصدیق براہینِ احمدیہ، صفحہ نمبر 261)

پھر فرمایا، "تکبّر ایک بری بلا ہے اس سے منع فرماتا ہے۔"

(ضمیمہ اخبار قادیان، 24 فروری 1910ء)

اس سے اگلی آیت " کُلُّ ذٰلِکَ کَانَ سَیِّئُہٗ عِنۡدَ رَبِّکَ مَکۡرُوۡہًا " کی وضاحت یوں کی کہ یہ سب بُری باتیں ہیں۔ اُن کی برائی تیرے رب کو ناپسندیدہ ہے۔ (تصدیق براہینِ احمدیہ، صفحہ نمبر 261)

تکبّر کی تعریف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے تفسیرِ کبیر جلد 6 میں یوں فرمائی ہے، "اگر تمہارے اندر کوئی خوبی کی بات ہو تو اس کو تکبّر کا ذریعہ نہ بناؤ کیونکہ اس طرح تم نیکیوں سے محروم رہ جاؤ گے اور آئندہ ترقی کی طرف قدم نہ اُٹھا سکو گے۔ کیونکہ جو متکبّر ہو جاتا ہے وہ یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ میں نے انتہائی عروج پا لیا ہے اور اس طرح وہ مزید ترقی سے محروم ہو جاتا ہے۔"

تَخۡرِقَ الۡاَرۡضَ کے معنی کی وضاحت آپ نے یہ فرمائی کہ "تو اپنے کمالات کے باوجود زمین کو پھاڑ نہیں سکتا یعنی اس کے باہر نہیں جا سکتا۔"

(تفسیر کبیر جلد 6، صفحہ 346)

آپ نے اسی آیت کی تشریح کرتے ہوئے مزید بیان فرمایا:

"لَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا۔ جبل کے معنی پہاڑ بھی ہوتے ہیں اور سید القوم اور عالم قوم کے بھی... اس جگہ جبال سے مراد دوسرے معنے ہیں۔ یعنی سرداران قوم اور علماء قوم۔ اور یہ جو فرمایا کہ تو سردارانِ قوم اور علماء قوم کے برابر نہیں ہو سکتا اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ قوم میں بڑائی خدمت سے ملتی ہے یا علم

سے۔ اور یہ دونوں قسم کے لوگ انکسار کا نمونہ ہوتے ہیں۔"(تفسیر کبیر، جلد ششم، صفحہ 347)

اوپر والی آیت کی تفصیلات سے یہ صاف ظاہر ہے کہ جو انسان اکڑ کر چلتا ہے اُس کا عمل اس کی شخصیت کے تکبّر کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔

سورۃ الفرقان میں چلنے کے آداب کو ایک اور انداز سے بیان فرمایا کہ،

وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا۔(الفرقان 25: آیت 64)

ترجمہ:۔اور رحمٰن کے (سچے) بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ (لڑتے نہیں بلکہ) کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے لیے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"رحمان کے حقیقی پرستار وہ لوگ ہیں کہ جو زمین پر بُردباری سے چلتے ہیں۔ اور جب جاہل لوگ ان سے سخت کلامی سے پیش آئیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے ان کا معاوضہ کرتے ہیں۔یعنی بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دعا دیتے ہیں اور تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہیں کیونکہ رحمان بھی بغیر تفریق نیک و بد کے اپنے سب بندوں کو سورج اور چاند اور زمین اور دوسری بے شمار نعمتوں سے فائدہ پہنچاتا ہے۔"(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، سورۃ الفرقان، صفحہ 186)

(براہینِ احمدیہ چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1، صفحات 448-449 حاشیہ)

"خدا کے نیک بندے صلح کاری کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد 10، صفحہ 349)

تفسیر کبیر میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا کی تفصیل کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کے عباد الرحمٰن کی علامات میں سے ایک علامت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وہ زمین پر بڑے سکون اور وقار کے ساتھ چلتے ہیں۔ اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ وہ اپنی دنیوی زندگی بڑے اعتدال کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔یعنی نہ تو بے جا غضب اور تیزی سے کام لے کر لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور نہ سُستی اور جمود کا شکار ہو کر اپنے فرائض کی ادائیگی سے غافل ہوتے ہیں۔ بلکہ جس طرح آسمان کا وجود زمینی قوتوں کی نشوونما کے لیے ضروری ہوتا ہے۔اسی طرح اُن کا وجود لوگوں کی ترقی اور اُن کی فلاح و بہبود کا موجب بنتا ہے اُن کی تباہی اور بربادی کا موجب نہیں بنتا۔"

(تفسیر کبیر جلد 9، صفحہ 187)

وَلَا تُصَعِّرۡ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ۔(لقمان 31: آیت 19)

ترجمہ:۔اور (نخوت سے) انسانوں کے لیے اپنے گال نہ پُھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

اردو ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 213 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے تُصَعِّرۡ خَدَّکَ کی معنوی وضاحت یوں فرمائی کہ لفظی ترجمہ تو گال پھلانا ہی بنتا ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی سے بے پرواہی کا سلوک کرنا، کسی کو چھوٹا دیکھ کر اور اپنے انداز سے اس کی تحقیر کرنا گویا اس کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا۔

وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا اس کا حتمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان یوں ہی زمین پر اکڑتا پھرتا ہے۔ تو زمین پر یوں اکڑتے نہ پھرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ، "اسلام ایک وسیع مذہب ہے۔ بدر کی لڑائی میں ایک شخص میدانِ جنگ میں سے نکلا تو اترا کر چلتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو یہ چال بہت بری ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا مگر اس وقت یہ چال خدا تعالیٰ کو بہت پسند ہے کیونکہ یہ اُس کی راہ میں اپنی جان نثار کرتا ہے اور اس کی نیت اعلیٰ درجہ کی ہے... غرض اگر نیت کا لحاظ نہ رکھا جائے تو بڑی مشکل پڑ جاتی ہے۔"

(الحکم جلد 8، نمبر 17 مورخہ 24 مئی 1904ء، صفحہ 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مورخہ 29 اگست 2003ء کو اپنے خطبہ بعنوان "بیعت کی دوسری شرط۔ تکبر کو چھوڑنا عاجزی اور خوش خلقی کو اپنانا" میں مذکورہ بالا آیت کو شامل کیا اور فرمایا:

"جیسا کہ اس آیت سے بھی ظاہر ہے اللہ تعالیٰ ہمیں فرما رہا ہے کہ یونہی تکبر کرتے ہوئے نہ پھرو۔ اپنے گال پھلا کر، ایک خاص انداز ہوتا ہے تکبر کرنے والوں کا اور گردن اکڑا کر پھرنا اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں... تو یہ تکبر جو ہے بہت سی اخلاقی برائیوں کا باعث بن جاتا ہے اور نیکی میں ترقی کے راستے آہستہ آہستہ بالکل بند ہو جاتے ہیں۔ اور پھر دین سے بھی دور ہو جاتے ہیں۔"

وَاقۡصِدۡ فِیۡ مَشۡیِکَ... (لقمان 31: آیت 20)

ترجمہ:۔اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر...۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وَ اقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ کے معنی کی تفصیل میں فرمایا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے یعنی اپنی چال میں توسط اختیار کر۔ آپ نے اِس کا رابطہ انسانی افکار سے جوڑتے ہوئے فرمایا، ”نہ ایسا فکر کو منجمد کرلینا چاہیے کہ جو ہزار ہا نکات و لطائف الٰہیات قابلِ دریافت ہیں اُن کی تحصیل سے محروم رہ جائیں اور نہ اس قدر تیزی کرنی چاہیے کہ ان فکروں میں پڑ جائیں کہ خدائے تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے اور یا اس نے اس قدر ارواح اور اجسام کس طرح بنالیے ہیں۔“

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد2 صفحہ 166-167)

حضرت مولانا نور الدینؓ فرماتے ہیں وَ اقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ کا مطلب ہے کہ ”اپنے تمام اقوال، افعال، خیالات میں میانہ روی اختیار کرلو۔“

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان 25 اگست 1910ء)

احادیثِ مبارکہ میں آنحضرت محمد ﷺ کے ارشادات اور عملی نمونہ

نبی کریم ﷺ چال ڈھال میں نہایت پُر وقار انسان تھے۔ چال ایسی سبک تھی جیسے ڈھلوان سے اتر رہے ہوں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن ایڈیشن، 30/ اکتوبر 2020ء، صفحہ 18 کالم 1)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے زیادہ تیز رفتار کوئی نہیں دیکھا ایسے لگتا تھا کہ زمین آپؐ کے لیے لپٹتی جارہی ہے۔ ہم ساتھ چل کر تھک جاتے مگر حضورؐ پر تھکاوٹ کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ آپؐ گردن اکڑا کر نہ چلتے بلکہ نظریں نیچی رکھتے تھے۔ (شمائل ترمذی باب ماجاء فی مشیۃ رسول اللہؐ)

اردو ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 213 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سورۃ لقمان کی آیات نمبر 18 تا 29 کی تشریح میں رسولِ کریم ﷺ پر کیے جانے والے اِس اعتراض کا کہ آپؐ بہت تیز چلتے تھے، جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”جن پر یہ آیات نازل ہورہی ہیں وہ خود تیز چلتے تھے تو پھر اِن آیات کا مفہوم کیا ہے۔ تیز چلنے والے دکھائی دیتے ہیں کہ کوشش کرکے ہاتھ پاؤں مار کر زور لگا کر تیز چلتے ہیں لیکن بعضوں کی ایسی تیزی پانی کی روانی کی طرح ہوتی ہے جو بعض دفعہ دکھائی بھی نہیں دیتا کہ تیز چل رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی تیزی میں مصنوعی کوشش شامل نہیں تھی نہ مسیح موعود علیہ السلام کی تیزی میں مصنوعی کوشش تھی۔ جہاں مصنوعی کوشش ہو وہاں مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ کا مضمون پیدا ہوتا ہے۔ جب کوشش مصنوعی نہ ہو عادتاً ہو وہاں ذہن میں مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ کا اشارہ تک نہیں پایا جاتا۔“

حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ آگے کو جھک کر چلتے تھے یوں لگتا تھا جیسے گھاٹی سے اتر رہے ہوں، مَیں نے آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد ایسی رفتار والا شخص نہیں دیکھا۔ (ترمذی (50) کتاب المناقب، باب 8)

حضرت حسن بن علیؓ اپنے ماموں ہندؓ بن ابی ہالہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ لمبے لمبے اور تیز قدم اُٹھاتے تھے۔ نظریں نیچی رکھتے تھے مگر جب دیکھتے تو نظر بھر کر پوری توجہ فرماتے، چلتے ہوئے اپنے صحابہ سے آگے نکل جاتے تھے، اور جو بھی راستہ میں ملتا اسے سلام کرنے میں پہل فرماتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 1۔ صفحہ 422)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ چلتے ہوئے اِدھر اُدھر توجہ نہیں فرماتے تھے۔ بسا اوقات آپؐ کی چادر کسی درخت یا کانٹوں وغیرہ سے اُلجھ جاتی تو بھی توجہ نہ فرماتے اور صحابہؓ اس وجہ سے بعض دفعہ بے تکلفی سے باتیں کرتے ہوئے ہنستے اور سمجھتے تھے کہ حضورؐ کا دھیان اِدھر نہیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 1۔ صفحہ 379)

ابراہیم بن محمد جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں ان سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کرتے تو کہتے: ”آپؐ کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم گوشت سے پُر تھے جب چلتے زمین پر پیر جما کر چلتے، پلٹتے تو پورے بدن کے ساتھ پلٹتے۔“(سنن ترمذی، کتاب: فضائل و مناقب، 8.باب مَاجَاءَ فِي صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حدیث نمبر 3638)

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرمی کے دن میں بقیع غرقد نامی مقبرہ سے گزرے، لوگ آپ کے پیچھے چل رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتوں کی چاپ سنی تو آپ کے دل میں خیال آیا، آپ بیٹھ گئے، یہاں تک کہ ان کو اپنے سے آگے کرلیا کہ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب مَنْ كَرِهَ أَنْ يُوطَأَ عَقِبَاهُ، حدیث 245) کہیں آپ کے دل میں کچھ تکبر نہ آجائے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں میں نے ایک غزوہ کے دوران سنا کہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:۔ تم زیادہ تر جوتیاں پہنے رکھا کرو کیونکہ آدمی جب تک جوتی پہنے ہو وہ سوار ہی ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا، ”تم میں سے کوئی ایک ہی جوتا پہن کر نہ چلے یا تو دونوں پاؤں کو ننگا رکھے یا ان دونوں میں جوتا

پہنے۔" (صحیح بخاری، جلد14، کتاب اللِباس، حدیث نمبر5855، صفحہ 275)

اِس کی تشریح میں امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ "اِس میں بڑی حکمت ہے۔ اول تو یہ بد نمائی ہے کہ ایک پیر میں جوتا ہو اور دوسرا ننگا ہو دوسرے اِس میں پیر اوپر نیچے ہو کر موچ آ جانے کا بھی خطرہ ہے۔ کانٹا لگ جانے کا خطرہ الگ ہے۔ بہر حال فرمان رسولِ پاک ﷺ حکمت سے خالی نہیں۔

ماحاصل

اوپر بیان کی گئی آیات اور احادیث سے یہ نتائج با آسانی اخذ کیے جاسکتے ہیں:

- چلتے ہوئے میانہ روی اختیار کریں۔ سینہ نکال کر کندھے اچکا کر، گردن اکڑا کر اور زمین پر پاؤں مار کر تیز چلنا اسلامی شعائر کے خلاف ہے۔ نہ ہی اتنی سستی اور کاہلی ہو کہ وہ عادت ہی بن جائے اور لوگوں کی توجہ آپ پر مرکوز ہونے کا باعث بنے۔
- جسمانی بناوٹ میں چلتے ہوئے رسولِ کریم ﷺ کا طرز اختیار کریں۔ تھوڑا سا آگے جھک کر اور زمین پر پیر جما کر چلیں۔
- دونوں پاؤں میں جوتی پہن کر چلیں تا کہ جسم کا توازن قائم رہے جیسا کہ ایک حدیث میں بیان ہوا ہے۔
- کوشش کی جائے کہ جوتی سے آواز پیدا نہ ہو جو دوسروں کو ناگوار گزرے۔ آنحضرت ﷺ کو یہ بات ناگوار گزرتی تھی۔
- متوازن چال میں تمام جسم اس عمل میں شامل ہوتا ہے۔ چہل قدمی آپ کی ٹانگوں اور پیٹ کے پٹھوں کو طاقتور بناتی ہے۔ اگر بازو کے پٹھوں کو بھی آپ چلتے ہوئے آگے پیچھے حرکت دیں تو یہ حرکت کو بڑھاتا ہے اور جسم کے توازن کو برقرار رکھتا ہے۔ دباؤ اور وزن کو آپ کے جوڑوں سے پٹھوں میں منتقل کرتا ہے۔
- 30منٹ کی تیز چہل قدمی 200 کیلوریز جلاتی ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ وزن کم کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔
- میانہ روی کے ساتھ 20-30 منٹ چلنا بہترین ورزش مانی جاتی ہے۔ یہ ذہن پر نفسیاتی تناؤ کو کم کرنے کا مجرب نسخہ تسلیم کیا گیا ہے۔
- اسلام کا ایک سنہری اصول یہ ہے کہ راستے پر نظریں نیچی رکھیں۔ یہ بہت سی معاشرتی برائیوں کا سدِباب ہے۔ خواہ مخواہ کی تانک جھانک سے اعراض کریں۔
- راستے کے درمیان میں نہ چلیں بلکہ ایک طرف ہو کر چلیں۔ پیچھے سے آنے والوں کو رستہ دے دیں راستہ پر رکاوٹ نہ بنیں۔ چند لوگ کھڑے ہوں تو درمیان میں سے نہ گزریں بلکہ ایک طرف سے ہو کر گزریں۔

انسانی جسم کو اللہ تعالیٰ نے ایک مکمل اکائی بنایا اور اُس سے وابستہ اعضاء کو متنوع اعمال کی ادائیگی کے فرائض سونپے ہیں۔ انسان کی معاشرتی و انفرادی کیفیات کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو نامکمل چھوڑ دیا ہو اور اُس کے متعلق قرآنِ حکیم میں ہدایت موجود نہ ہو۔ انفرادی و اجتماعی اعمال کی بجا آوری اور ذہنی پاکیزگی حاصل کرنے کے تمام گُر بھی بتا دیے۔ تا کہ انسان اس کرۂ ارض پر دوسروں کے ساتھ مل جل کر ایک خوش کن زندگی گزار سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق دے، آمین۔

نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ایک یقینی اور حتمی وعدہ ہے میں کہتا ہوں کہ بھلا اگر خدا کسی کے دل میں مدد کا خیال نہ ڈالے تو کوئی کیوں کر مدد کر سکتا ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ حقیقی معاون و ناصر وہی پاک ذات ہے جس کی شان ہے نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد7، سورۃ المؤمن، صفحات 73-74)

اصل بات یہی ہے کہ حقیقی معاون و ناصر وہی پاک ذات ہے جس کی شان ہے نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔ دنیا اور دنیا کی مددیں ان لوگوں کے سامنے کالمیّت ہوتی ہیں اور مردہ کیڑے کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتیں۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، سورۃ الحج، صفحہ 414)

مہاجرین کے مسائل اور ان کا حل

آنسہ محمود بقاپوری

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ الحج۔ آیت 59 میں فرماتا ہے کہ

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سورۃ الحج:59)

اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ قتل کئے گئے یا طبعی موت مر گئے اللہ ان کو یقیناً رزقِ حَسَن عطا کرے گا اور یقیناً اللہ ہی ہے جو رزق دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ پاکستان میں جب سے احمدیوں کے خلاف قوانین بنے ہیں حالات خراب سے خراب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور مخالفین احمدیت نے احمدیوں کا جینا دوبھر کر رکھا ہے۔ اور اب وہاں کے احمدیوں کو اس بات کی سمجھ آ چکی ہے کہ پاکستان ان کے لیے دار السکون نہیں ہے۔ احمدیوں کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑتی ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں۔

کچھ لوگ پاکستان سے کسی بھی تیسرے، ترقی پذیر ملک (جیسے تھائی لینڈ، سری لنکا یا ملائیشیاء وغیرہ) میں جا کر پناہ لیتے ہیں اور یو این او (جو کہ ایک عالمی ادارہ ہے) میں کیس دائر کر دیتے ہیں۔ اور لمبے اور صبر آزما انتظار کے بعد امریکہ یا کسی بھی ترقی یافتہ ملک میں پہنچ جاتے ہیں۔

ایسے میں یہاں آ کر ان مہاجرین کو جو مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ ان میں سے چند کا ذکر پیش خدمت ہے تا کہ مہاجرین ذہنی طور پر اس بات کے لیے تیار ہوں کہ کچھ مسائل بھی درپیش ہوں گے۔ اور ان کے حل کے طریق بھی انہیں معلوم ہوں۔ پناہ گزینوں کے مسائل پیچیدہ تو ہوتے ہی ہیں، تاہم اسلام احمدیت کی تعلیمات کے مطابق ان مسائل کا حل صبر، انسانیت کی خدمت، اور اپنے عقائد پر یقین رکھنے میں ہی ہے۔ احمدیت میں موجود اصول اور تعلیمات احمدی پناہ گزینوں کو اپنے مسائل کا مقابلہ کرنے اور انہیں حل کرنے کے لیے ایک مضبوط روحانی اور اخلاقی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ ان مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے احمدی مسلمانوں کو یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ ان کے ساتھ ہے اور وہ محنت، ایمان اور دعا کے ساتھ ان مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔

اب چند مسائل اور ان کا حل کا ذکر پیش خدمت ہے۔ ان کا ایک مسئلہ تو یہ ہوتا ہے کہ مہاجرین یا پناہ گزین چونکہ مختلف مسائل اور تکالیف سے گزر کر اپنی منزل مقصود پر پہنچے ہوتے ہیں۔ تو ان کو نفسیاتی امداد فراہم کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ مختلف بحرانوں کی وجہ سے مہاجرین ذہنی دباؤ اور اضطراب کا شکار ہو سکتے ہیں، اس لیے انہیں مناسب مشاورت اور نفسیاتی مدد دی جانی چاہیے تاکہ وہ اپنی زندگی کو بہتر طریقے سے گزار سکیں۔ ایک اور مسئلہ ان کی روزمرہ کی ضروریات جیسے کھانا، پانی، رہائش اور صحت کی سہولیات کو میسّر کرنا ہوتا ہے۔

ایسے میں پہلے سے موجود وہ لوگوں کو نئے آنے والے مہاجرین اور پناہ گزینوں کی مدد کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ اور مسلسل ان کے ساتھ رابطہ استوار رکھنا چاہیے تا کہ ان کو قربت اور بھائی چارے کا احساس ہو اور وہ کھل کر بلا جھجک اپنے مسائل کو بیان کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ کریں۔

اور مشاورت کے لیے پڑھے لکھے اور بااعتماد لوگوں کی ان کے ساتھ ڈیوٹی لگانی چاہیے جو ان کے حقوق ان کو دلوانے میں ان کا ساتھ دے سکیں۔ کیونکہ ایسے بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ پناہ گزین اور مہاجرین جب ان ترقی یافتہ ممالک میں آتے ہیں تو حکومت ان کو مختلف ایجنسیوں کو سونپ دیتی ہے۔ وہ ایجنسیوں والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان مہاجرین سے کن کاغذات پر دستخط کروا کر حکومت سے ان کے نام پہ فنڈز حاصل کرنے ہیں؟ مہاجرین لاعلمی میں ایسی دستاویزات پہ دستخط کر دیتے ہیں اور اپنے جائز حقوق سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ایک اور مسئلہ ان پناہ گزین بچوں کی تعلیم کا ہوتا ہے کیونکہ ان کے لیے تعلیم ایک بہت بڑا چیلنج بن جاتی ہے۔

نئے ملک میں آنے کی وجہ سے ان کو زبان کی مشکلات، اسکولوں میں جگہ کی کمی، اور تعلیمی وسائل کی کمی کا سامنا ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ بہتر تعلیم حاصل نہیں کر پاتے، جو ان کی زندگی کو مزید مشکل بناتے ہیں۔ ان مسائل کا حل اچھی رہنمائی ہے جو کہ جماعت کا شعبہ تعلیم اچھی طرح کر سکتا ہے۔

پناہ گزینوں کے عمومی مسائل کا جائزہ لینے کے بعد چند پناہ گزینوں کے ذاتی مسائل کا ذکر پیش خدمت ہے۔ایک صاحب نے ذکر کیا کہ جب وہ تھائی لینڈ سے امریکہ پہنچے تو ان کے پاس دیسی کھانے پینے کے سامان۔ مثلاً آٹا۔گھی وغیرہ تک نہیں تھا۔اور نہ ہی ان کو معلوم تھا کہ کہاں سے ملے گا؟

اس قسم کے مسائل کا حل اس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ گوگل کیا جائے کہ قریب ترین انڈین یا پاکستانی اسٹور کون سا ہے؟ وہاں سے آٹا، چاول، دالیں اور گھریلو ضروریات کا سامان مل سکتا ہے۔

ایک خاندان جب امریکہ پہنچا تو ان کو اندازہ ہی نہیں تھا کہ یو این او والے ان کو کس مہنگے ترین علاقے میں بھیج رہے ہیں؟ جس سے نقصان یہ ہوا کہ جو یو این او کی امداد آٹھ مہینوں کے لیے تھی، وہ چار مہینوں میں ختم ہوگئی اور ان لوگوں کو مکان کا کرایہ نہ دینے پر نوٹس آگیا۔اور پریشانی بن گئی کہ اب کہاں جائیں اور کیا کریں؟

اس مسئلہ کا حل اس طرح ممکن ہے کہ جونہی مہاجرین کو پتہ چلے کہ وہ کس جگہ جارہے ہیں؟ فوراً وہاں کی جماعت سے رابطہ کریں اور معلومات حاصل کریں کہ علاقہ کیسا ہے؟ وغیرہ وغیرہ اور مسجد سے کتنا دور ہے؟ کیونکہ جب مہاجرین مسجد سے دور ہوتے ہیں تو جماعت کے لوگوں کو ان کی مدد کے لیے پہنچنے میں دقت پیش آتی ہے۔ مثلاً ان کو اپنی گاڑی پہ مسجد اور بازار لانے اور لے جانے میں۔

ایک خاتون نے بتایا کہ ان کو پولیس نے ٹریفک ٹکٹ دے دیا تو وہ گھبراہٹ میں اپنے ایک دوست کے پاس گئے اور مشورہ طلب کیا۔تو اس دوست نے اس سے کہا کہ آپ پانچ ہزار ڈالر جمع کر کے مجھے دیں تو میں آپ کی ٹکٹ ختم کروا دیتا ہوں۔ جبکہ اصل میں وہ ٹکٹ تین سو میں ادا ہو جاتی تھی۔ ان کا حل یہ ہو سکتا ہے کہ پولیس وغیرہ کی صورت میں اتنا پریشان نہیں ہونا چاہیے کہ ہوش ہی نہ رہے۔ بلکہ گوگل کر لیں اور چیک کر لیں کہ مسئلے کا حل کیا ہے؟

مہاجرین اور پناہ گزین لوگوں کو اس بات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ ہر ایک پر اندھا اعتماد نہ کریں۔کیونکہ اکثر ایسے بھی واقعات سامنے آئے ہیں کہ بعض لوگوں کے قریبی لوگوں نے ہی ان کو دھوکے سے لوٹا ہے۔اور وہ بیچارے لاعلمی میں کچھ نہیں کر پائے۔ اور آخر میں مہاجرین کو اپنے مقصد ہجرت کو پہچانتے ہوئے اپنی جماعت کے ساتھ وابستہ ہو جانا چاہیے اور دنیا کی چمک دمک میں اپنے آپ کو گم نہیں ہونے دینا چاہیے۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے نئے آنے والے بہن بھائیوں کو سنبھال کر ان کی مدد کرنے والے ہوں تا کہ وہ جلد اپنے معاملات کو حل کر کے بہترین زندگی کا آغاز کر سکیں، آمین۔

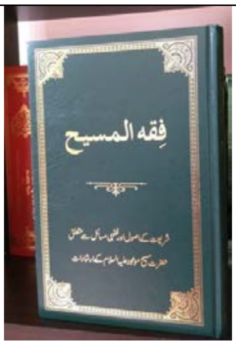

$15:00

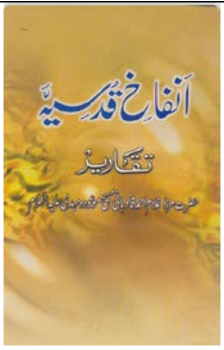

$3:00

$3:00

$10:00

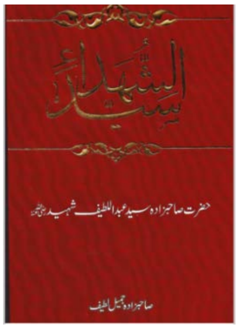
$10:00

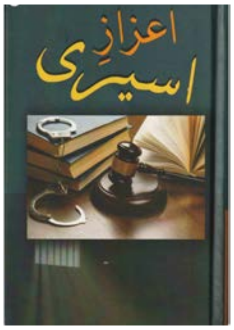

$17:00

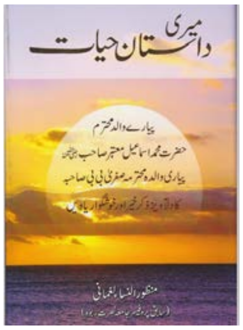

$10:00

$6:00

https://amibookstore.us/

اسلام احمدیت کی طرف میرا سفر

عمر شہزاد

سب سے پہلے، میں مکرم سہیل کوثر اور مکرم منصور قریشی کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھے اجتماع میں شرکت کی دعوت دی اور اس کا انتظام کیا۔ سہیل صاحب نے ذاتی طور پر مجھ سے رابطہ کیا اور کہا کہ وہ میری احمدیت میں شمولیت کی کہانی سننا چاہیں گے۔ میں نے وعدہ کیا کہ میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ شرکت کر سکوں۔ دراصل پچھلے سال بھی اجتماع میں شامل ہونے کی میری نیت تھی لیکن مالی مشکلات اور ملازمت کے مسائل کی وجہ سے شامل نہ ہو سکا۔

میرا نام عمر شہزاد ہے۔ میرا تعلق لاہور، پاکستان سے ہے۔ میں ایک سنی خاندان میں پیدا ہؤا اور پرورش پائی۔ ایسا خاندان جہاں کوئی احمدی بننے یا احمدیوں سے تعلق رکھنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ بطور سنی مسلمان، میں نہ احمدیوں سے نفرت کرتا تھا اور نہ ہی ان سے کوئی خاص محبت رکھتا تھا۔ میرے خیالات وہی تھے جو اکثر سنی مسلمانوں کے ہوتے ہیں، اور مجھے بچپن سے یہی سکھایا گیا تھا کہ احمدی اسلام سے خارج ہیں۔

پچھلے سال ہم سعودی عرب سے امریکہ منتقل ہو گئے۔ ہمارا مقصد ایک ایسے ملک میں رہائش اختیار کرنا تھا جہاں حقیقی مذہبی آزادی ہو۔ ایک ایسی جگہ جہاں میں اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ بلاخوف مسجد جا سکوں، اور ہم آزادی سے اپنے عقیدے پر عمل کر سکیں۔ ایک ایسا ملک جہاں کسی کو صرف اس کے مذہب کی بنیاد پر جسمانی یا معاشی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ ایک ایسی سرزمین جہاں ہر فرد کی سلامتی اور روزگار، اس کے عقیدے سے قطع نظر، محفوظ ہو۔

2020ء میں مَیں نے سچے اسلام کی تلاش کا سفر شروع کیا۔ میں سنی مسلمان تھا، لیکن دل کو سکون نہیں تھا۔ ایک جاننے والے کے اثر سے میں نے شیعہ فرقے کے عقائد کا مطالعہ شروع کیا۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ مجھے ایسی باتیں دکھائی دیں جو مجھے بہت پریشان کرنے لگیں۔ میں نے دیکھا کہ بعض شیعہ علما صحابہ کرامؓ کے خلاف سخت زبان استعمال کرتے ہیں، اور بعض تو حضرت علیؓ کو نبی کریم ﷺ سے افضل قرار دیتے ہیں (نعوذ باللہ)۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ مختلف شیعہ فرقے ایک دوسرے کو گمراہ اور کافر کہتے ہیں۔ یہ سب دیکھ کر میرے دل میں سوال پیدا ہؤا کہ اگر یہ لوگ واقعی سچے مسلمان ہیں تو خاص طور پر حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کے بارے میں ایسی زبان کیسے استعمال کرتے ہیں۔

میں نے سنی اور شیعہ علما کے درمیان کئی مناظرے دیکھے، مگر ان میں زیادہ تر زبان سخت اور توہین آمیز ہوتی تھی۔ نہ سنی علما کی باتیں میرے دل کو لگیں، نہ شیعہ علما کی دلیلیں مجھے مطمئن کر سکیں۔ میرا یہ سفر ابھی مکمل نہیں ہؤا تھا۔ میں مسلسل تلاش میں تھا۔ اس سچے اور درست راستے کی جو دل کو سکون دے، عقل کو مطمئن کرے، اور روح کو روشنی بخشے۔

پھر میری توجہ صوفی ازم کی طرف گئی۔ تصوف کی طرف مجھے اس لیے رغبت ہوئی کہ وہ کسی کے خلاف سخت زبان استعمال نہیں کرتے۔ وہ انسانیت اور محبت پر زور دیتے ہیں۔ اسی دوران مجھے علامہ اقبال سے عقیدت ہو گئی مجھے یہ یقین ہو گیا کہ وہ اللہ کے چھپے ہوئے ولی تھے۔ میں نے ان کا کلام اردو ترجمے کے ساتھ پڑھنا شروع کیا۔ جب بھی میں ان کا کلام پڑھتا یا سنتا، میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ ایسا کیوں ہوتا ہے، لیکن یہ حقیقت تھی اور بارہا ایسا ہؤا۔

ایک دن میں نے فون پر اپنے والد صاحب سے اس بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا: ”جب بھی میں علامہ اقبال کا کلام پڑھتا یا سنتا ہوں، میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ یہ کیوں ہوتا ہے؟“

انہوں نے جواب دیا: ”یہ اس لیے ہوتا ہے کہ تمہیں ان سے گہری محبت اور عقیدت ہے۔“

پھر انہوں نے ایک ذاتی بات بتائی کہ ”جب بھی میں قرآن کی تلاوت سنتا ہوں، میری آنکھوں میں بھی آنسو آ جاتے ہیں۔“

میں نے یہ منظر کئی بار دیکھا ہؤا تھا کہ وہ ٹیلی وژن یا فون پر قرآن پاک سن رہے ہوتے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوتے تھے۔

میرے والد میرے لیے صرف والد نہیں تھے، بلکہ وہ میرے لیے ایک مثالی شخصیت تھے میرے آئیڈیل تھے اور روحانی رہنما بھی تھے۔ وہ دنیاوی طور پر تعلیم یافتہ نہیں تھے، لیکن اسلام اور انسانیت کے بارے میں ان کا علم قابلِ قدر تھا۔ وہ ہمیشہ

مجھے اچھی نصیحتیں کرتے تھے۔ مجھے آج بھی یاد ہے کہا کرتے تھے کہ ٹی ایل پی ' سپاہ صحابہ، مجلس احرار یا ختمِ نبوت والوں کو کس نے یہ حق دیا ہے کہ وہ احمدیوں کو نقصان پہنچائیں؟ انہیں ان کے عقیدے پر عمل کرنے دو۔ تم اپنے کام سے کام رکھو، وہ اپنے کام سے کام رکھیں۔ یہ الفاظ میرے دل میں نقش ہو گئے۔

بد قسمتی سے، کووِڈ 19 کے دوران میرے والد پاکستان میں وفات پا گئے جب کہ میں سعودی عرب میں تھا۔ ان کا انتقال میرے لیے بہت بڑا صدمہ تھا، کیونکہ میں نے صرف والد ہی نہیں کھویا بلکہ اپنا رہنما بھی کھو دیا۔ وہی جو میری ضرورت کے وقت میری رہنمائی کرتے تھے، خاص طور پر دین کے معاملات میں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

مجھے بچپن سے یہ سکھایا گیا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب جھوٹ عام ہو جائے گا، زنا عام ہو جائے گا، شراب نوشی پھیل جائے گی، چوری اور بد عنوانی اور بے ایمانی عام ہو جائے گی، اور مسلمانوں کا ایمان غیر مسلموں سے بھی کمزور ہو جائے گا۔ لوگ گناہوں کو گناہ نہیں سمجھیں گے، نفرت عام ہو جائے گی، اور ہر فرقہ دوسرے کو کافر کہے گا۔ اس وقت امام مہدی آسمان سے نازل ہوں گے تاکہ انسانیت کو ہدایت دیں۔ صرف وہ لوگ جو امام مہدی کو قبول کریں گے، سچائی کے راستے پر ہوں گے، باقی سب گمراہ ہوں گے۔ امام مہدی کے ماننے والوں کو سخت آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن انہی کے ذریعے اسلام مغرب میں پھیلے گا، عیسائی، یہودی اور دیگر مذاہب کے لوگ ان کی جماعت میں شامل ہوں گے اور آخر کار اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے گا۔ یہ باتیں ہمیشہ میرے ذہن میں رہیں۔

میں نے انٹرنیٹ پر تحقیق کی کہ کون سا اسلامی فرقہ یا جماعت دنیا میں، خاص طور پر مغربی ممالک میں، تیزی سے پھیل رہی ہے۔ تب مجھے جماعت احمدیہ کا علم ہوا، جو "محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں" کے نعرے کے ساتھ دنیا بھر میں پھیل رہی ہے۔ میں نے دیکھا کہ کوئی احمدی کبھی کسی ایسے شخص کو جو کلمہ طیبہ پڑھتا ہے، کافر نہیں کہتا۔ مجھے احمدیوں کی یہ خوبی بہت پسند آئی، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا کہ جو شخص کلمہ پڑھتا ہے، اسے کافر نہ کہا جائے۔

حضرت طارق بن اشیم الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے اور اللہ کے سوا تمام معبودوں کا انکار کرے، اسکا مال اور خون محفوظ ہو جاتا ہے، اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔"

2022ء میں میرے ذہن میں امام مہدی کی آمد سے متعلق کئی سوالات پیدا ہوئے۔ میں سوچتا رہا کہ امام مہدی کب آئیں گے؟ کیونکہ قیامت کی بیشتر نشانیاں پوری ہو چکی تھیں۔ لیکن امام مہدی کہاں ہیں؟ امت مسلمہ اس وقت شدید تقسیم کا شکار ہے، اور اسے امام مہدی کی اشد ضرورت ہے۔ یہ سوالات مجھے احادیث کے مطالعے کی طرف لے گئے تاکہ امام مہدی کی پہچان اور ان کی آمد کی علامات کو سمجھ سکوں۔

اس سے پہلے کہ میں احادیث پڑھتا، میرے ذہن میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا نام آیا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ انہوں نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ میں نے انٹرنیٹ پر امام مہدی اور قیامت کی علامات سے متعلق احادیث پڑھنا شروع کیں۔

1- مہدی ہی مسیح ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

لَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَىٰ

(سنن ابن ماجہ)

"مہدی کوئی اور نہیں بلکہ وہی مسیح ہیں۔"

2۔ ایک اور حدیث حضرت علیؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جب قوم شرک اور فساد میں ڈوب جائے گی، تو اللہ تعالیٰ میری نسل میں سے مہدی کو بھیجے گا، جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

(الکافی، جلد 1، حدیث 329)

بچپن میں والدہ کی کہی ہوئی باتیں بار بار میرے ذہن میں آتی رہیں۔ جب میں قریباً آٹھ سال کا تھا، تو انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ قیامت سے پہلے اسلام میں قریباً ستر فرقے ہوں گے، لیکن ان میں سے صرف ایک فرقہ سچے راستے پر ہوگا۔ وہی حقیقی مسلمان ہوں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اس فرقے یا جماعت کے ماننے والوں کو دوسرے تمام فرقوں کی طرف سے مخالفت، اذیت اور جھوٹے الزامات کا سامنا کرنا پڑے گا، اور ان پر بہت سی مشکلات آئیں گی۔ میں نے اپنی والدہ سے پوچھا: "وہ کون ہوں گے؟ ان کے فرقے یا جماعت کا نام کیا ہوگا؟ ہم انہیں کیسے پہچانیں گے؟" انہوں نے جواب دیا: "مجھے معلوم نہیں، یہ بات میں نے اپنے والدین سے سنی ہے۔"

ان کے یہ الفاظ میرے ذہن میں ایک ایسا سوال چھوڑ گئے جو برسوں میرے ساتھ رہا۔ پھر 2019ء میں ایک خیال آیا کیا یہ ممکن ہے کہ جنہیں لوگ "احمدی" کہتے ہیں، وہی دراصل امام مہدی کے ماننے والے ہوں؟ مجھے یقین تھا کہ پاکستان میں

سب سے زیادہ مظلوم' جماعت احمدیہ ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ احمدی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو امام مہدی مانتے ہیں۔

اپنی پوری زندگی میں، میں نے کبھی کسی احمدی کو کسی برائی میں ملوث نہیں دیکھا۔ مجھے یقین تھا کہ احمدی اچھے کردار کے ہوتے ہیں ۔ وہ قبروں کو سجدہ نہیں کرتے، وہ غیر احمدی علما کی طرح نفرت نہیں پھیلاتے، وہ مولویوں کی طرح مساجد میں گناہ نہیں کرتے، وہ کسی کے عقیدے کی بنیاد پر لوٹ مار یا قتل نہیں کرتے، اور وہ سب کے ساتھ عزت، محبت اور انکساری سے پیش آتے ہیں۔ وہ مشکل وقت میں دوسروں کی مدد کرتے ہیں اور امن و بھائی چارے کو فروغ دیتے ہیں۔ میں نے یہ تمام خوبیاں اپنے احمدی پڑوسیوں میں بچپن سے دیکھی تھیں اور ان کا میرے دل پر گہرا اثر تھا۔

دوسری طرف غیر احمدی، چاہے سُنی ہوں یا شیعہ، بہت سے فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ کچھ خود کو حنفی کہتے ہیں، کچھ دیوبندی، کچھ بریلوی، اور کچھ اہلِ حدیث۔ شیعوں میں کچھ جعفری، کچھ نقوی، کچھ زیدی کہلاتے ہیں۔ یہ سب فرقے امام مہدی کے آسمان سے نازل ہونے کے منتظر ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کی آمد سے ہی سب کا ایمان درست ہوگا۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی امام مہدی کی آمد سے پہلے خود کو درست کرنے کے لیے تیار نہیں۔

میں سعودی عرب میں گیارہ سال سے مقیم تھا، لیکن اکتوبر 2020ء میں مالی بحران آیا، اور میں اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ مجھے واپس پاکستان بھیج دیا گیا۔ اب جب کہ میں پاکستان میں بے روزگار تھا، میرے پاس وقت ہی وقت تھا۔ میں نے فیصلہ کیا کہ اس وقت کو جماعت احمدیہ کے بارے میں پڑھنے اور سیکھنے میں صرف کروں۔ اس وقت بھی میرے ذہن میں احمدیوں سے متعلق کچھ اہم سوالات تھے:

1. ہمارا نبی محمد ﷺ ایک ہی ہے، تو پھر احمدیوں کو غیر مسلم کیوں کہا جاتا ہے، جب کہ وہ بھی اسی نبی کو مانتے ہیں؟

2. ہماری کتاب قرآن ایک ہی ہے، تو پھر احمدیوں سے سب خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں؟

3. ہمارا ربّ اللہ ایک ہی ہے، تو پھر ان کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جاتا ہے؟

4. ان کی آذان وہی ہے، ان کا طریقۂ نماز وہی ہے، تو پھر احمدیوں کو مسجد بنانے، اذان دینے یا کھلے عام نماز پڑھنے کی اجازت کیوں نہیں؟

5. احمدیوں کو عیدالاضحیٰ پر قربانی کرنے کی اجازت کیوں نہیں، جیسے باقی مسلمانوں کو ہے؟

6. اگر سب کچھ ایک جیسا ہے، تو ہم انہیں غیر مسلم کیوں کہتے ہیں؟

ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کے لیے میں نے انٹرنیٹ پر تحقیق شروع کی، لیکن کسی مولوی، مُلّا یا نام نہاد عالم دین سے نہیں۔ کیونکہ مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ ان کا جواب کیا ہوگا۔ اگر میں ان سے یہ سوالات کرتا، تو وہ فوراً کہتے: "احمدیوں سے کچھ نہ پوچھو، نہ ان سے بحث کرو۔ اگر کیا، تو اسلام سے خارج ہو جاؤ گے۔"

میں نے فیصلہ کیا کہ احمدیت کا مطالعہ مکمل غیر جانبداری سے کروں گا۔ میں نے اپنے سُنّی جماعت کے پس منظر کو ایک طرف رکھا اور اخلاص کے ساتھ مطالعہ شروع کیا۔ دل میں یہ خواہش تھی کہ کوئی واضح دلیل یا مضبوط ثبوت ملے جس سے میں کہہ سکوں کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں، اور پاکستان کا آئین انہیں غیر مسلم قرار دینے میں درست ہے۔ لیکن جتنا میں نے مطالعہ کیا، مجھے جماعت احمدیہ کے عقائد میں قرآن یا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے خلاف کچھ بھی نظر نہ آیا۔

پھر سوال یہ پیدا ہوا احمدیوں کو ستمبر 1974ء میں غیر مسلم کس نے قرار دیا؟ ذوالفقار علی بھٹو، ایک شراب نوش شخص، جسے بعد میں پھانسی دی گئی۔ یہ قدرت کا قانون ہے جب کوئی کسی پر ظلم کرتا ہے، تو اللہ اسے ضرور پکڑتا ہے، چاہے دیر سے ہی کیوں نہ ہو۔

جب میں نے حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ویڈیوز دیکھیں، تو مجھے پہلی بار معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں۔ ساری زندگی مجھے یہی سکھایا گیا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے۔ لیکن جب میں نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی وضاحت سنی، تو میں نے خود قرآن کھولا۔ سورۃ اٰلِ عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ! یقیناً میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں اور تجھے ان لوگوں سے نتھار کر الگ کرنے والا ہوں جو کافر ہوئے، اور ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے دن تک بالادست کرنے والا ہوں۔ پھر میری ہی طرف تمہارا لوٹ کر آنا ہے جس کے بعد میں تمہارے درمیان اُن باتوں کا فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔

(سورۃ اٰلِ عمران 56:3)

پھر میں نے سورۃ آلِ عمران کی ایک اور آیت پڑھی:

اور محمدؐ نہیں ہے مگر ایک رسول۔ یقیناً اس سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر یہ بھی وفات پا جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو بھی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو وہ ہرگز اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور اللہ یقیناً شکر گزاروں کو جزا دے گا۔

(سورۃ آلِ عمران 145:3)

اور سورۃ المائدہ میں حضرت عیسیٰؑ قیامت کے دن اللہ سے کہیں گے:

اور (یاد کرو) جب اللہ عیسیٰ ابنِ مریم سے کہے گا کہ کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنا لو؟ وہ کہے گا پاک ہے تُو۔ مجھ سے ہو نہیں سکتا کہ ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہ ہو۔ اگر میں نے وہ بات کہی ہوتی تو ضرور تُو اسے جان لیتا۔ تُو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے دل میں ہے۔ یقیناً تُو تمام غیبوں کا خوب جاننے والا ہے۔

(سورۃ المائدہ 117:5)

یہ آیات پڑھ کر میں حیران رہ گیا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ صرف جماعت احمدیہ ہی ان آیات پر صحیح ایمان رکھتی ہے۔ اس کے بعد میں نے حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ویڈیوز دیکھنا شروع کیں، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات بھی پڑھنے لگا۔ مجھے ان میں اسلام کے خلاف کچھ بھی نظر نہیں آیا۔

خطبے سننے اور وڈیوز دیکھنے کا سلسلہ جاری تھا ایک رات میں ویڈیوز دیکھتے دیکھتے سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایک نورانی ہالے میں کھڑے ہیں اور ان کے پیچھے ہزاروں پیروکار موجود ہیں۔ میں ان کی طرف بڑھا، سلام کیا، اور ان کے ہاتھ کو چوم لیا۔ میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضور نے مسکرا کر پوچھا: "کیا ہوا؟" اور مجھے تسلی دی۔

جب میں خواب سے جاگا، تو میرا جسم کانپ رہا تھا، آنکھیں نم تھیں، اور پسینہ آ رہا تھا۔ میں بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ یہ شخصیت میرے خواب میں کیوں آئی؟ میں تو احمدی نہیں ہوں، نہ ہی ان سے کوئی تعلق ہے۔ کئی دن تک یہ خواب میرے ذہن میں گردش کرتا رہا۔ میں سوچتا رہا کہ شاید میرے والد مجھے اس خواب کے ذریعے رہنمائی دے رہے ہیں۔

پہلے میں نے سوچا کہ کسی امام مسجد یا مفتی سے اس خواب کی تعبیر پوچھوں، لیکن پھر خیال آیا کہ اگر میں انہیں بتاؤں کہ میں نے احمدیوں کے خلیفہ کو خواب میں دیکھا ہے، تو وہ تعصب سے کام لیں گے اور صحیح تعبیر نہیں بتائیں گے۔

اسی دوران مجھے دوبارہ سعودی عرب جانے کا موقع ملا لیکن حالات بہت مشکل تھے۔ نہ رہائش مناسب تھی، نہ گاڑی۔ انٹرویو کے لیے جانے کے لیے میرے پاس کرایہ بھی نہیں ہوتا تھا۔ ایک دوست کی مدد سے کبھی گاڑی میں، کبھی پیدل 6-7 کلومیٹر چل کر واپس آتا۔ میں سوچتا تھا کہ پاکستان سے جو تھوڑی بہت رقم لایا ہوں وہ ختم ہو جائے گی تو کیا کروں گا؟

مشکل حالات کے باوجود میں نے احمدیت کا مطالعہ جاری رکھا۔ آخر کار میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اسلام احمدیت میں دلچسپی اور اپنے خواب کے بارے میں خط لکھنے کا ارادہ کر لیا لیکن ان کا ای میل ایڈریس تلاش نہ کر سکا۔ میں نے ویب سائٹ کھولنے کی کوشش کی، مگر سعودی حکومت کی طرف سے وہ ویب سائٹ بلاک تھی۔ سعودی عرب میں ممنوعہ ویب سائٹس تک رسائی کی کوشش پر جرمانہ عائد ہو جاتا۔ VPN استعمال کرنا قابلِ سزا جرم ہے۔

پھر میں احمدیہ جماعت کے کچھ فیس بک گروپس میں شامل ہوا تا کہ حضور سے رابطے کا طریق پوچھ سکوں۔ اللہ کے فضل سے مجھے جرمنی سے ایک احمدی بھائی، مکرم جناب طاہر احمد ملے۔ میں نے انہیں اپنی پوری کہانی سنائی، اور انہوں نے نہایت محبت سے حضور کا ڈاک کا پتہ اور فیکس نمبر فراہم کیا۔ وہ آج بھی میرے فیس بک دوست ہیں۔ انہوں نے مجھے خط لکھنے کی بھرپور ترغیب دی۔

میں بہت خوش تھا کہ مجھے حضور کا پتہ مل گیا، لیکن ساتھ ہی فکر بھی تھی کہ سعودی پوسٹ آفس سے اسلام آباد، یوکے خط بھیجنا آسان کام نہیں۔ سعودی عرب میں احمدیوں پر پابندی ہے، اور 2006ء میں کئی احمدی خاندانوں کو گرفتار کر کے ملک بدر کیا گیا تھا۔

آخر کار میں نے ہمت کی اور حضور کو خط لکھا، جس میں اپنا خواب اور جماعت میں شامل ہونے کی خواہش بیان کی۔ خط بھیجتے وقت مجھے خوف تھا کہ اگر سعودی حکام کو معلوم ہو گیا تو مجھے جیل، ملک بدری یا تاحیات پابندی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ لیکن میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور خط روانہ کر دیا۔

تین ماہ گزر گئے، نہ کوئی جواب آیا، نہ جماعت کی طرف سے کوئی رابطہ ہوا۔ میں نے سوچا شاید خط صحیح پتہ پر نہیں پہنچا یا سعودی عرب میں کوئی احمدی نہیں جو مجھ سے رابطہ کرے۔ میں دوبارہ خط لکھنے کا ارادہ کرتا تھا، لیکن مصروفیت کی وجہ سے ایسا نہ کر سکا۔

چوتھے ماہ ایک دن میرے موبائل پر کال آئی۔ پوچھا گیا: "کیا آپ عمر شہزاد ہیں"؟ میں نے گھبرا کر کہا: "جی، میں عمر شہزاد ہوں۔" مجھے لگا شاید سعودی انٹیلیجنس

کی طرف سے کوئی ایجنٹ ہے، لیکن وہ احمدی تھے۔ سیکیورٹی وجوہات کی بنا پر میں ان کی تفصیلات نہیں بتا سکتا۔

ہماری ملاقات ہوئی، میں نے جماعت احمدیہ میں دلچسپی ظاہر کی۔ انہوں نے میرے شناختی کارڈ، والد کا نام اور پاکستان کا پتہ مانگا، جو میں نے فوراً فراہم کر دیا۔ انہوں نے مجھے "اسلامی اصول کی فلاسفی" کتاب دی، جسے میں نے مکمل پڑھا۔ اس کتاب میں نفسِ امارہ، نفسِ لوّامہ اور نفسِ مطمئنہ کے مراحل کو جس خوبصورتی سے بیان کیا گیا، وہ میرے دل کو چھو گیا۔ میں نے سوچا جس شخص کو غیر احمدی "جھوٹا نبی" کہتے ہیں، وہ اتنی گہری روحانی بصیرت کیسے رکھتا ہے؟ مجھے اس سے پہلے روحانی ترقی کے مدارج کے بارے میں کبھی کسی نے کچھ نہیں بتایا تھا۔ جب میں سنی تھا کسی عالم دین یا امام مسجد نے کبھی اس طرح نہیں سمجھایا تھا۔

بہر کیف اس کے بعد اس مہربان شخص نے مجھے "سورۃ الفاتحہ کی تفسیر" اور تحفہ گولڑویہ پڑھنے کے لیے دی، جسے پڑھ کر سورۃ الفاتحہ کے مضامین کی گہرائی کو سمجھا۔ میں نے اس سورۃ کو بطور وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا میں سورۃ الفاتحہ مسلسل پڑھتا رہا، چاہے میں باوضو ہوتا یا نہ ہوتا۔ میں نے خود اسے آزمایا ہے، اور مجھے اس کے مؤثر ہونے پر مکمل یقین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو سنا اور اس کے فضل سے مجھے ایک بہترین کمپنی میں اعلیٰ عہدے کی نوکری مل گئی۔ تین ماہ بعد تنخواہ میں اضافہ ہوا، گاڑی خریدی، اور پھر ترقی پا کر پروجیکٹ مینیجر بن گیا۔ ایک اور معجزہ یہ ہوا کہ 2014ء سے ہم دعا کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک بیٹے سے نوازے اور 2020ء میں، جب میں احمدیت کا مطالعہ کر رہا تھا، اللہ نے ہمیں بیٹے کی نعمت سے نوازا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ احمدیت کی برکت سے ہوا۔ میں نے محسوس کیا کہ جب سے میں نے اخلاص سے احمدیت کا مطالعہ شروع کیا، اللہ نے میرے لیے آسانیاں پیدا کرنا شروع کر دیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کوئی عام انسان نہیں ہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے بھیجے گئے امام مہدی ہیں۔ مجھے پہلے سے بڑھ کر شدت سے محسوس ہوا کہ آپؑ کوئی عام انسان نہیں ہو سکتے تھے۔ آپؑ کی کتابوں میں جو باتیں میں نے پڑھیں، وہ کسی عام انسان کے خیالات سے کہیں بلند تھیں، اور ایسا علم کسی عالم یا مذہبی رہنما سے میں نے کبھی نہیں سنا تھا۔

مجھے یقین ہو گیا کہ یہ شخصیت واقعی لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجی گئی تھی، اور وہی امام مہدی ہیں۔ میرا دل اس سچائی کی گواہی دے رہا تھا۔

چند ماہ بعد میں نے امیر صاحب سے بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا: "عمر، اچھی طرح سوچ لو۔ تم غیر احمدی خاندان سے تعلق رکھتے ہو۔ تمہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تمہارا اپنا خاندان بھی تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ کیا تم یہ سب برداشت کر سکو گے؟" میں نے جواب دیا: "میں نے بہت سوچ سمجھ کر آپ سے بیعت کی بات کی ہے۔ مرنے کے بعد مجھے اللہ کو جواب دینا ہے، نہ کہ اپنے مخالفین کو۔ مجھے اپنی آخرت کی فکر ہے، اسی لیے میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اور میں اپنی موت سے پہلے امام مہدی کے ماننے والوں میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔"

امیر صاحب نے مجھے حضور کو خط لکھنے کا مشورہ دیا۔ میں نے حضور کو بیعت کی نیت کے بارے میں لکھا۔ حضور نے امیر صاحب کے ذریعے میری بیعت کی منظوری دی۔ میں نے بیعت فارم پُر کیا، اور امیر صاحب نے اسے حضور کو فیکس کر دیا۔ میری بیعت منظور ہو گئی۔ امیر صاحب نے بیعت کی تقریب پر ضیافت کا انتظام کیا۔ اس کے بعد مجھے جماعت کے نظام، چندہ جات اور دیگر امور سے متعارف کروایا گیا۔

میں نے جماعت احمدیہ کے کئی پروگراموں میں شرکت کی ہے اور واقعی بہت شاندار تجربات حاصل کیے ہیں۔ اپنی تقریر کے اختتام پر اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ جماعت احمدیہ کی کون سی ایک بات مجھے سب سے زیادہ پسند ہے، تو میرا جواب ایک لفظ میں ہو گا 'اطاعت'۔ جب سے میں نے احمدیت کا مطالعہ شروع کیا ہے، میں نے یہی وصف سب سے نمایاں پایا ہے۔ میں نے دیکھا کہ احمدی اپنے خلیفہ کی ہدایات پر مکمل وفاداری اور مستقل مزاجی سے عمل کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہی جماعت احمدیہ کی کامیابی کا راز ہے۔

محترم بزرگو اور عزیز بھائیو!

میرے سفرِ احمدیت کا ایک ایسا واقعہ ہے جسے میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ یہ ایک ایسا لمحہ ہے جو آج بھی یاد آتا ہے تو دل کو تکلیف دیتا ہے، لیکن میں آج اسے اس لیے بیان کر رہا ہوں کہ یہ ایمان کی قیمت، وفاداری کا امتحان، اور اللہ کی طرف سے عطا کردہ استقامت کی مثال ہے۔

جب میں نے احمدیت قبول کی، تو میں نے اپنے خاندان کو نہیں بتایا۔ مجھے معلوم تھا کہ سب سے پہلے مخالفت باہر سے نہیں، بلکہ گھر کے اندر سے آئے گی۔ میرے بڑے بھائی کا تعلق ٹی ایل پی، ختمِ نبوت، اور مجلسِ احرار جیسے گروہوں سے تھا۔ وہ کئی سالوں سے احمدیوں کے خلاف لکھتے رہے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے خود بھی کئی کتابیں لکھی تھیں، حالانکہ والد صاحب انہیں منع کرتے تھے۔

جب میں ایک سال ملازمت کے بعد چھٹی پر پاکستان آیا، تو میں اپنے گھر کے قریب احمدی مسجد میں نماز پڑھنے جاتا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ کسی نے مجھے وہاں جاتے دیکھ لیا اور میرے بھائی کو اطلاع دے دی۔

ایک رات عشاء کی نماز کے بعد جب میں گھر آیا، تو بھائی نے مجھے ڈرائنگ روم میں بلایا۔ اس کا لہجہ سخت اور غصے سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا: کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے کہا: نماز سے۔ اس نے دوبارہ پوچھا: کہاں نماز پڑھی؟ میں نے کہا: مسجد میں۔ پھر اس نے کہا: کون سی مسجد؟ سچ بتاؤ، مجھے سب معلوم ہے۔ میں نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا: وہ اس گلی والی مسجد۔ وہ فوراً بھڑک اٹھا: یہ تو قادیانی کافروں کی چھوٹی سی مسجد ہے جو ایک گھر میں بنائی گئی ہے! میں نے سکون سے کہا: مسجد اللہ کا گھر ہے، چاہے وہ سُنیّوں کی ہو یا احمدیوں کی۔

اس نے مجھ پر الزام لگایا کہ کیا ان لوگوں نے تمہیں دنیاوی فائدہ دیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، کسی نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ مجھے صرف اپنی آخرت کی فکر ہے۔ میں سیدھے راستے پر چل رہا ہوں۔ میں نے اپنے امام کو پہچان لیا ہے۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔

لیکن وہ نہ مانا۔ اس نے مجھے گالیاں دیں، حضرت مسیح موعودؑ اور ہمارے خلیفہ کی توہین کی۔ میں نے کہا: تم مجھے جتنی چاہو گالیاں دو، لیکن میرے خلیفہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی توہین میرے سامنے نہ کرو۔

یہی وہ لمحہ تھا جب اس نے مجھے گریبان سے پکڑا اور مارنا شروع کر دیا۔ میں نے دفاع میں ہاتھ اٹھایا، لیکن اس نے مجھے دھکا دے کر لوہے کے صندوق پر گرا دیا، جس سے میرے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور ٹانگ پر شدید چوٹ آئی اور خون بہنے لگا۔ میری بیوی مجھے بچانے آئی، تو اس نے اسے بھی دھکا دیا اور گالیاں دیں۔

آخر کار ہمیں گھر سے نکلنے کو کہا گیا۔ میں، میری بیوی اور بچے اپنا سامان اور پاسپورٹ لے کر نکلے اور سسرال چلے گئے، جہاں میری بیوی نے میرے زخموں کی مرہم پٹی کی۔

وہ رات میری زندگی کی سب سے تکلیف دہ رات تھی۔ مجھے بھائی کی نفرت اور تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن اس تکلیف میں بھی اللہ نے مجھے ایک عجیب سا سکون عطا فرمایا۔ میرا دل مطمئن تھا، میں ثابت قدم تھا۔ کیونکہ میرے اندر یقین تھا کہ میں نے اپنے امام کو پہچان لیا ہے۔ میں نے یہ راستہ دنیا کے لیے نہیں، بلکہ اپنی آخرت کے لیے چُنا ہے۔

بعد میں میرے بھائی نے گھر کے مرکزی دروازے کا تالا بھی تبدیل کروا دیا تاکہ میں دوبارہ گھر میں داخل نہ ہو سکوں۔ آپ تصور کر سکتے ہیں کہ میرے دل پر کیا گزری ہو گی؟ لیکن میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں: احمدیت کے لیے جو قربانیاں میں نے دی ہیں، وہ رائیگاں نہیں جائیں گی۔ احمدی بن کر میں نے اپنی آنے والی نسلوں کے لیے آسانیوں اور برکتوں کے دروازے کھول دیے ہیں۔

بھائیو، ایمان کبھی قیمت کے بغیر نہیں آتا۔ کبھی یہ قیمت بہت بھاری ہوتی ہے—تکلیفیں، گالیاں، یہاں تک کہ خاندان سے جدائی۔ لیکن سچائی پر قائم رہنے کی مٹھاس، قربانی کے درد سے کہیں زیادہ ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت عطا فرمائے، چاہے مخالفت کتنی ہی شدید ہو، اور ہمیں ہمیشہ یاد رہے کہ اللہ تک پہنچنے کا راستہ خلافت سے وفاداری اور اس کی اطاعت سے جڑا ہوا ہے۔

اور آج میں آپ کے سامنے ایک ایسے شخص کے طور پر کھڑا ہوں جو مخالفت سے ٹوٹا نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مضبوط ہوا ہے۔ میری تکلیف نے میرا ایمان مضبوط کیا۔ میرے زخم عزم میں ڈھل گئے، میرا انکار اقرار میں بدل گیا۔

اگر میری کہانی میں کوئی ایک سبق ہے، تو وہ یہ ہے کہ جب اللہ کی رضا حاصل ہو تو دنیا کی مخالفت سے مت گھبرائیں۔ خلافت کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں، تو اللہ تعالیٰ خود آپ کو تھام لے گا۔

آپ سب کا شکریہ کہ آپ نے میری بات سنی۔ میں عاجزانہ طور پر دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ ثابت قدم رکھے۔ جزاکم اللہ خیراً۔

نئے سال یا مہینے کی آمد پر دعا

اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْہُ عَلَیْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِیمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، وَرِضْوَانٍ مِنَ الرَّحْمٰنِ، وَجِوَارٍ مِنَ الشَّیْطَانِ۔

(الطبرانی الأوسط: 6241)

”نئے سال یا مہینے کی آمد پہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے کو یہ دعا سکھاتے تھے:

اے اللہ! ہمیں اس میں امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ داخل فرما۔ شیطان کے حملوں سے بچا اور رحمن کی رضامندی عطاء فرما۔“

کیا آپ نے حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام کی سب کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے؟

جو کتابیں آپ نے پڑھ لی ہیں، ان پر نشان لگائیں اور جو نہیں پڑھیں انہیں amibookstore.us سے خرید کر مطالعہ فرمائیں۔

روحانی خزائن جلد نمبر 1
- ☐ براہین احمدیہ چہار حِصص

جلد نمبر 2
- ☐ پُرانی تحریریں
- ☐ سُرمۂِ چشمِ آریہ
- ☐ شحنۂِ حق
- ☐ سبز اشتہار

جلد نمبر 3
- ☐ فتح اسلام
- ☐ توضیح مرام
- ☐ ازالۂ اوہام

جلد نمبر 4
- ☐ الحق مُباحثہ لدھیانہ،
- ☐ الحق مباحثہ دہلی
- ☐ آسمانی فیصلہ
- ☐ نشانِ آسمانی
- ☐ ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات

جلد نمبر 5
- ☐ آئینہ کمالات اسلام

جلد نمبر 6
- ☐ برکات الدعا
- ☐ حُجّۃ الاسلام
- ☐ سچائی کا اظہار
- ☐ جنگِ مقدس
- ☐ شہادۃ القرآن

جلد نمبر 7
- ☐ تحفۂ بغداد
- ☐ کراماتُ الصادقین
- ☐ حمامۃُ البُشریٰ

جلد نمبر 8
- ☐ نُورالحق دوحصّے
- ☐ اتمام الحُجّۃ
- ☐ سِرُّ الخلافۃ

جلد نمبر 9
- ☐ انوارِ اسلام
- ☐ مِنَنُ الرّحمان
- ☐ ضیاء الحق
- ☐ نورُالقرآن دوحصّے
- ☐ معیارُ المذاہب

جلد نمبر 10
- ☐ آریہ دھرم
- ☐ سَت بچن
- ☐ اسلامی اصول کی فلاسفی

جلد نمبر 11
- ☐ انجام آتھم

جلد نمبر 12
- ☐ سراج منیر
- ☐ استفتاء اردو
- ☐ حجۃ اللّٰہ
- ☐ تحفۂ قیصریہ
- ☐ محمود کی آمین
- ☐ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
- ☐ جلسۂ احباب

جلد نمبر 13
- ☐ کتاب البریہ
- ☐ البلاغ
- ☐ ضرورۃ الامام

جلد نمبر 14
- ☐ نجمُ الہدیٰ
- ☐ رازِ حقیقت
- ☐ کشف الغطاء
- ☐ ایّامُ الصُّلح
- ☐ حقیقتُ المہدی

جلد نمبر 15
- ☐ مسیح ہندوستان میں
- ☐ ستارہ قیصرہ
- ☐ تریاق القلوب
- ☐ تحفہ غزنویہ
- ☐ روئیداد جلسہ دعاء

جلد نمبر 16
- ☐ خطبۃ الہامیۃ
- ☐ لُجّۃ النّور

جلد نمبر 17
- ☐ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
- ☐ تحفہ گولڑویہ
- ☐ اربعین
- ☐ مجموعہ آمین

جلد نمبر 18
- ☐ اعجازُ المسیح
- ☐ ایک غلطی کا ازالہ
- ☐ دافع البلاء
- ☐ الہُدیٰ
- ☐ نزولُ المسیح
- ☐ گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے
- ☐ عصمتِ انبیاء علیہم السلام

جلد نمبر 19
- ☐ کشتی نوح
- ☐ تحفۃُ الندوہ
- ☐ اعجازِ احمدی
- ☐ ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی
- ☐ مواہب الرحمان
- ☐ نسیم دعوت
- ☐ سناتن دھرم

جلد نمبر 20
- ☐ تذکرۃُ الشہادتین
- ☐ سیرۃُ الابدال
- ☐ لیکچر لاہور
- ☐ اسلام (لیکچر سیالکوٹ)
- ☐ لیکچر لدھیانہ
- ☐ رسالہ الوصیت
- ☐ چشمۂِ مسیحی
- ☐ تجلّیاتِ الٰہیہ
- ☐ قادیان کے آریہ اور ہم
- ☐ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

جلد نمبر 21
- ☐ براہین احمدیہ جلد پنجم

جلد نمبر 22
- ☐ حقیقۃُ الوحی
- ☐ اَلاِستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی (اردو ترجمہ)

جلد نمبر 23
- ☐ چشمۂِ معرفت
- ☐ پیغامِ صُلح

احمدیہ کتب کے لئے amibookstore.us کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں۔

جماعتہائے امریکہ کا کیلنڈر 2026ء

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
جنوری یکم جنوری۔جمعرات	نئے سال کا پہلا دن		وفاقی تعطیل
3-4جنوری،ہفتہ تا اتوار	لوکل،معاون تنظیمیں،ریویو 2025ء،منصوبہ جات 2026ء	لوکل و تنظیمیں	جماعت
3جنوری،ہفتہ	Qur'an Talks 7:00 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
4جنوری،اتوار	یومِ تحریکِ جدید ڈے	لوکل	جماعت
5-11جنوری،پیر تا اتوار	ہفتہ تحریک جدید۔وعدہ جات	لوکل	جماعت
10جنوری،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
18جنوری،اتوار	جلسہ سیرۃ النبی ﷺ	ریجنل	جماعت
19جنوری،پیر	مارٹن لوتھر کنگ جونیئر ڈے،لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
23-25جنوری،جمعہ تا اتوار	انصار لیڈر شپ کانفرنس	مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الرحمن،میری لینڈ
21-30جنوری،بدھ تا جمعہ	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت
فروری 31جنوری تا یکم فروری،ہفتہ تا اتوار	لوکل،معاون تنظیمیں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
یکم تا 10فروری،اتوار تا منگل	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
7فروری،ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ،ذیلی تنظیمیں،وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
7فروری،ہفتہ	Qur'an Talks 7:00 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
7فروری،ہفتہ	نیشنل لجنہ مینٹرنگ کانفرنس	لجنہ اماء اللہ	ورچوئل
14فروری،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
14-15فروری،ہفتہ تا اتوار	مصلح موعود والی بال ٹورنامنٹ،امریکہ	مجلس صحت	ساؤتھ ورجینیا،ورجینیا
15فروری،اتوار	شہد کی مکھیاں پالنا اور گھر میں باغبانی	شعبہ زراعت	ویبینار
16 فروری،پیر	پریذیڈنٹس ڈے،لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
19فروری تا 19مارچ، جمعرات تا جمعرات	ماہِ رمضان	لوکل	جماعت
21فروری،ہفتہ	نیشنل تعلیمی ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
22فروری،اتوار	یوم مصلح موعود	لوکل	جماعت
28فروری،ہفتہ	افطار برائے مہمانان،اوپن ہاؤس	شعبہ امور خارجیہ	جماعت
مارچ 28فروری تا یکم مارچ،ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
20مارچ، جمعۃ المبارک	عیدالفطر	لوکل	جماعت
21-30مارچ، ہفتہ تا پیر	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت
22مارچ، اتوار	پاتھ وے ٹو پیراڈائس (Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبینار
27-29مارچ، جمعہ تا اتوار	ACE 2026	شعبہ صنعت و تجارت	ڈیلس، ٹیکساس
28مارچ، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	مسجد بیت الرحمن، میری لینڈ
29مارچ، اتوار	یوم مسیح موعود	لوکل	جماعت
اپریل یکم تا 10 /اپریل، بدھ تا جمعہ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
3-5 /اپریل، جمعہ تا اتوار	لوکل اجتماع (اطفال الاحمدیہ و خدام الاحمدیہ)	مجلس خدام الاحمدیہ	جماعت
4-5 /اپریل، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
4 /اپریل، ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	تربیت	ویبینار
5 /اپریل، اتوار	اپنی تاریخ جانیے، 7:30 EST بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
10-12 /اپریل، جمعہ تا اتوار	نیشنل لجنہ مینٹرنگ کانفرنس	لجنہ اماء اللہ	کولمبس، اوہائیو
18 /اپریل، ہفتہ	نیشنل تعلیمی ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
18-19 /اپریل، ہفتہ تا اتوار	ریجنل اجتماعات، انصاراللہ	مجلس انصاراللہ	ریجنل
19 /اپریل، اتوار	گھر میں آرگینک باغبانی	شعبہ زراعت	ویبینار
24-26 /اپریل، جمعہ تا اتوار	مجلس شوریٰ، جماعت امریکہ	دفتر جنرل سیکرٹری	مسجد بیت الرحمن، میری لینڈ
مئی یکم تا 3 مئی، جمعہ تا اتوار	مسرور انٹرنیشنل سپورٹس ٹورنامنٹ (MIST)	مجلس خدام الاحمدیہ	
2-3 مئی، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
2 مئی، ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
2-3 مئی، ہفتہ تا اتوار	ریجنل اجتماعات، انصاراللہ	مجلس انصاراللہ	ریجنل
3-4 مئی، اتوار تا پیر	نیشنل سیمینار، ڈے آن دی ہل (Day on the Hill)	شعبہ امورِ خارجیہ	مسجد بیت الرحمن، میری لینڈ
9 مئی، ہفتہ	ایک دوسرے کے لیے لباس، 7 EST بجے شام	شعبہ رشتہ ناتا	ویبینار
9-10 مئی، ہفتہ تا اتوار	نیشنل وقفِ نَو کیریئر ایکسپو، جماعت امریکہ	شعبہ وقفِ نَو	آن لائن / ساؤتھ ورجینیا، نارتھ ورجینیا
9-10 مئی، ہفتہ تا اتوار	لوکل قرآن کانفرنس	شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی	جماعت
16 مئی، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	آسٹن، ٹیکساس
16-17 مئی، ہفتہ تا اتوار	دوسرا خدام ریفریشر کورس	مجلس خدام الاحمدیہ	مجالس
21-30 مئی، جمعرات تا ہفتہ	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
24-22مئی،جمعہ تااتوار	مسرور کرکٹ ٹورنامنٹ،امریکہ	مجلسِ صحت	ایلبنی،نیویارک
24مئی،اتوار	یومِ خلافت	لوکل	جماعت
25مئی،پیر	میموریل ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
27مئی،بدھ	عیدالاضحیٰ	لوکل	جماعت
30مئی،ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم(شعبہ تبلیغ،ذیلی تنظیمیں،وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
جون یکم تا10جون،پیر تابدھ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
7-5جون،جمعہ تااتوار	13واں سالانہ قرآن پاک سائنس سمپوزیم/MSLM26	نیشنل	Bethesda Marriott, MD
6جون،ہفتہ	Qur'an Talks،7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبنار
7-6جون،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
7-6جون،ہفتہ تااتوار	نیشنل ایجوکیشنل ایکسی لینس ڈے	شعبہ تعلیم	جماعت
13جون،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
19-15جون،پیر تاجمعہ	نیشنل یوتھ کیمپ	شعبہ تعلیم	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
24-20جون،ہفتہ تابدھ	نیشنل وقفِ نَو سمرکیمپ(برائے طلباء)	شعبہ وقفِ نَو	لاس اینجلس،کیلیفورنیا
24-20جون،ہفتہ تابدھ	نیشنل وقفِ نَو سمرکیمپ(برائے طالبات)	شعبہ وقفِ نَو	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
21جون،اتوار	پاتھ وے ٹو پیراڈائس(Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبنار
28-27جون،ہفتہ تااتوار	روحانی فٹنس کیمپ	شعبہ تربیت	جماعت
27جون،ہفتہ	نیشنل تعلیم،ویبنار	شعبہ تعلیم	ویبنار
28جون،اتوار	اپنی تاریخ جانیے،7:30 EST بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
جولائی 4 جولائی،ہفتہ	یومِ آزادی		وفاقی تعطیل
5-3جولائی،جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ یوایس اے	نیشنل	رچمنڈ،ورجینیا
12-10جولائی،جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ کینیڈا		
12-11جولائی،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
19-13جولائی،پیر تااتوار	نیشنل حفظ القرآن کیمپ	شعبہ تعلیم القرآن ووقفِ عارضی	ورچوئل
30-21جولائی،منگل تاجمعرات	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت
26-24جولائی،جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ یوکے		
اِگست یکم تا2/ اگست،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
یکم تا 10 / اگست،ہفتہ تااتوار	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
یکم اگست،ہفتہ	Qur'an Talks،EST 7 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
15/ اگست،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
15/ اگست،ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ، ذیلی تنظیمیں، وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
15-16/ اگست،ہفتہ تااتوار	روحانی فٹنس کیمپ	شعبہ تربیت	جماعت
21-23/ اگست،جمعہ تا اتوار	مجلس شوریٰ، خدام الاحمدیہ	مجلس خدام الاحمدیہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
29/ اگست،ہفتہ	نیشنل تعلیم، ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
ستمبر 5-6 ستمبر،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
5 ستمبر،ہفتہ	Qur'an Talks،EST 7 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
6 ستمبر،اتوار	یومِ تحریکِ جدید	لوکل	جماعت
7-13 ستمبر،پیر تااتوار	ہفتہ تحریکِ جدید،چندہ وصولی		
7 ستمبر،پیر	لیبر ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
12 ستمبر،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ملواکی،وسکانسن
12 ستمبر،ہفتہ	تحریکِ جدید نیشنل ویبینار	نیشنل	ویبینار
13 ستمبر،اتوار	اپنی تاریخ جانیے،EST 7:30 بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
18-20 ستمبر،جمعہ تااتوار	لجنہ مجلسِ شوریٰ	لجنہ اماء اللہ	کوئنز،نیویارک
20 ستمبر،اتوار	پاتھ وے ٹُو پیراڈائس(Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبینار
25-27 ستمبر،جمعہ تااتوار	نیشنل اجتماع،مجلس انصاراللہ	مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
21-30 ستمبر،پیر تابدھ	عشرہ وصیت	شعبہ وصیت	جماعت
اکتوبر یکم/ اکتوبر،جمعرات تا10 ہفتہ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
3-4/ اکتوبر ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
3/ اکتوبر ہفتہ	Qur'an Talks،EST 7 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
3/ اکتوبر ہفتہ	وقفِ نَو ریجنل اجتماعات،16 ریجنز	شعبہ وقفِ نَو	ریجنل
9-11/ اکتوبر جمعہ تااتوار	نیشنل اجتماع،مجلس خدام الاحمدیہ۔خدام و اطفال	مجلس خدام الاحمدیہ	باغِ احمد،نیوجرسی
9-11/ اکتوبر جمعہ تااتوار	چوتھا لجنہ اماء اللہ نیشنل اجتماع	لجنہ اماء اللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
10/ اکتوبر ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
17/ اکتوبر ہفتہ	ایک دوسرے کے لیے لباس،EST 7 بجے شام	شعبہ رشتہ ناتا	ویبینار
24/ اکتوبر ہفتہ	نیشنل تعلیمی ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
24-25/ اکتوبر ہفتہ تااتوار	انصار مجلسِ شوریٰ	مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
24-5/اکتوبر ہفتہ تااتوار	نیشنل قرآن کانفرنس	شعبہ تعلیم القرآن ووقفِ عارضی	ورچوئل
نومبر 31/اکتوبر تا یکم نومبر، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وتنظیمیں	جماعت
6نومبر، جمعہ	مجلس انصاراللہ واک اے تھان HQ/VA and SW Regions))((Walk-a-Thon	مجلس انصاراللہ	ریجنل
7نومبر، ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
7نومبر، ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ، ذیلی تنظیمیں، وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
8نومبر، اتوار	نیشنل قرآن کانفرنس برائے بچگان	شعبہ تعلیم القرآن ووقفِ عارضی	ورچوئل
13-15/نومبر، جمعہ تا اتوار	فضلِ عمر قائدین کانفرنس/اطفال ریفریشر کورس	مجلس خدام الاحمدیہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
14نومبر، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
21-30نومبر، ہفتہ تا پیر	وصیت عشرہ	شعبہ وصایا	جماعت
26-29نومبر جمعرات تا اتوار	تھینکس گوِنگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
دسمبر یکم تا 10 دسمبر، منگل تا جمعرات	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
5-6 دسمبر، ہفتہ تا اتوار	پہلا خدام ریفریشر کورس	مجلس خدام الاحمدیہ	مجلس
5-6 دسمبر، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وتنظیمیں	جماعت
5 دسمبر، ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
12 دسمبر، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
13 دسمبر، اتوار	نیشنل ایجوکیشنل ایکسی لینس ڈے	شعبہ تعلیم	جماعت
13 دسمبر، اتوار	پاتھ وے ٹُو پیراڈائس(Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبینار
13 دسمبر، اتوار	نیشنل اے ای اے (AEA) ویبینار	AEA	ویبینار
19 دسمبر، ہفتہ	نیشنل تعلیم ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
20 دسمبر، اتوار	اپنی تاریخ جانیے، 7:30 EST بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
25 دسمبر، جمعۃ المبارک	کرسمس ڈے		وفاقی تعطیل
25-27 دسمبر جمعہ تا اتوار	ویسٹ کوسٹ جلسہ سالانہ (ممکنہ تاریخ)	نیشنل جماعت	چینو، کیلیفورنیا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"مَیں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں۔ جو شخص سمجھتا ہے کہ مَیں نے افتراء سے کام لیا ہے یا اس بارہ میں جھوٹ اور کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے وہ آئے اور اس معاملہ میں میرے ساتھ مباہلہ کرلے اور یا پھر اللہ تعالیٰ کی مؤکّد بعذاب قسم کھا کر اعلان کردے کہ اسے خدا نے کہا ہے کہ میں جھوٹ سے کام لے رہا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اپنے آسمانی نشانات سے فیصلہ فرمادے گا کہ کون کاذب ہے اور کون صادق"۔ (الموعود۔انوار العلوم جلد 17، صفحہ 612)

محفوظ قلعہ میں داخل ہونے کے لیے دعاؤں کی خصوصی تحریک

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ اگست 2024ء میں دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا ایک رؤیا تھا کہ ان کو ایک بزرگ نے کہا کہ

اگر جماعت کا ہر فرد، ہر بڑا دو سَو دفعہ یہ درود شریف سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھے، درمیانی عمر کے افراد ایک سَو دفعہ اور بچے تینتیس تینتیس دفعہ پڑھیں اور جو چھوٹے بچے ہیں ان کو ان کے والدین تین چار دفعہ یہ خود پڑھوا دیں۔ اسی طرح سَو دفعہ استغفار کریں۔ مَیں اس میں یہ شامل کرتا ہوں کہ سَو دفعہ رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ کا بھی ورد کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو رؤیا میں یہی دکھایا گیا تھا کہ اگر یہ کرو گے تو ایک محفوظ قلعے میں داخل ہو جاؤ گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

دو سَو دفعہ یہ درود شریف پڑھیں

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّ اَتُوۡبُ اِلَیۡہِ

سَو دفعہ استغفار کریں